إنّ الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء ۔ عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان

خطبہ نمبر ۸

THE DAILY ALFAZL, QADIAN

ٹیلیفون نمبر ۹۱

شرح چندہ پیشگی: سالانہ ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی ۔ بیرون ہند سالانہ

قیمت ایک آنہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

یوم یک شنبہ

جلد ۲۸	۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ	۲۱ ماہ شہادت ۱۳۱۹ ہش	۲۱ اپریل ۱۹۴۰ء	نمبر ۹۰

بسم الله الرحمن الرحيم

خطبہ جمعہ

فتنۂ غیر مبائعین کی مختصر تاریخ

مسئلہ خلافت اور انگریزی ترجمۂ قرآن کے متعلق اہم سوالات

مصری صاحب کے دعوئ اصلاح کی حقیقت

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۲۔ ماہ شہادت ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۴۰ء

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے ایک گزشتہ خطبہ میں جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ غیر مبائعین جہاں بھی ہوں۔ اُن کے ناموں اور پتوں سے مرکز سلسلہ کو اطلاع دی جائے۔ اور خود بھی ہر جگہ ایسے سکرٹری مقرر کئے جائیں۔ جن کا کام

غیر مبائعین میں تبلیغ

اور ان کے خیالات کی اصلاح کرنا ہو میری اس تحریک پر بعض جماعتوں نے اس امر کی طرف توجہ کی ہے۔ اور انہوں نے غیر مبائعین کے پتے بھجوانے شروع کر دیئے ہیں۔ لیکن بعض جماعتوں نے ابھی تک

اس طرف توجہ نہیں کی

یا ممکن ہے۔ ان کی رپورٹیں میرے سامنے پیش نہ ہوئی ہوں۔ کیونکہ کچھ رپورٹیں براہ راست شائد دعوت و تبلیغ کو بھی جا رہی ہیں۔ بہرحال یہ کام شروع ہو گیا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ جماعت اپنی ذمہ واری کو سمجھتے ہوئے اس کام کو اس عمدگی کے ساتھ انجام تک پہنچائیگی کہ ہمارے مخالفین کو یہ محسوس ہو جائے گا۔ کہ

حق کا مقابلہ کرنا کوئی آسان بات نہیں

ہوتی۔ اور جس طرح گزشتہ ایام میں جب کبھی ان لوگوں نے ہماری جماعت کا مقابلہ کیا۔ و اللہ تعالٰے کے فضل سے ہمیں ہی نتیجہ حاصل ہوتی۔ اور ہم ہی ان کے آدمیوں کو کھینچ کر لے آئے۔ اسی طرح اب بھی یہ سبق دوبارہ ان کے لئے تازہ ہو جائے گا۔

مجھے افسوس ہے۔ کہ

ہماری جماعت کے بعض دوست

پُرانے لٹریچر کو نہیں پڑھتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض باتوں کا جواب اگرچہ بارہا دیا جا چکا ہے۔ مگر وہ اس شبہ میں رہتے ہیں۔ کہ شائد ان باتوں کا جواب ابھی تک ہماری طرف سے نہیں دیا گیا۔ حالانکہ سب باتوں کا جواب پُوری تفصیل کے ساتھ ہماری طرف سے دیا جا چکا ہے۔

آج اسی سلسلہ میں مَیں جماعت کے دوستوں کی راہ نمائی کے لئے انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ درحقیقت یہ اختلاف مذہبی بعد میں بنا ہے۔ پہلے یہ صرف دُنیوی اختلاف تھا۔ یعنی

صدر انجمن احمدیہ کے بعض ممبروں کا خیال

تھا۔ کہ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت غاصبانہ ہے۔ اور ان کا کوئی حق نہ تھا۔ کہ وہ خلافت کے عہدہ پر متمکن ہوتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح جانشین اور قائم مقام صدر انجمن احمدیہ ہے

اسی طرح وہ کبھی

عیسائیوں، ہندوؤں اور دوسرے مذاہب کے خلاف

نہیں لکھتے۔ اور اسطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس غرض کے لئے دنیا میں مبعوث فرمائے گئے تھے۔ وہ آج کہیں پوری نہیں ہو رہی۔ کیونکہ مصری صاحب کے نزدیک ہم بھی گمراہ۔ اور مصری صاحب کے نزدیک غیر مبایعین بھی گمراہ۔ اور پھر خود مصری صاحب بھی گمراہ۔ کیونکہ ان کی توجہ اس کام کی طرف ہے ہی نہیں جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے گئے تھے۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ مصری صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات کے بعد جو کچھ چھوڑا وہ

گمراہی ہی گمراہی

تھی۔ جو قادیان میں بھی ظاہر ہوئی۔ جو لاہور میں بھی ظاہر ہوئی۔ اور جو مصری صاحب کے گھر میں بھی ظاہر ہوئی۔

کیا کوئی بھی معقول انسان تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا وہ مسیح جس کی نوحؑ نے خبر دی۔ خدا تعالےٰ کا وہ مسیح جس کی ابراہیمؑ نے خبر دی۔ خدا تعالیٰ کا وہ مسیح جس کی موسٰےؑ نے خبر دی۔ خدا تعالےٰ کا وہ مسیح جس کی عیسٰےؑ نے خبر دی۔ خدا تعالےٰ کا وہ مسیح جس کی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔ جس کی یاد میں ہزاروں نہیں لاکھوں ائمہ دین اور صلحاء و اولیاء دعائیں کرتے ہوئے اس جہان سے گذر گئے۔ وہ اس جہان میں آیا۔ اور چلا گیا۔ اور سوائے گمراہی اور ضلالت کے دنیا میں کچھ چھوڑ نہیں گیا۔

پس یا تو غیر مبایعین مصری صاحب سے یہ اعلان کروا دیں۔ کہ انہوں نے پیغامیوں کے متعلق جو کچھ لکھا تھا۔ وہ صحیح نہیں تھا۔ اور یہ کہ اب انہیں غور کرنے کے بعد معلوم ہؤا ہے کہ پیغامی ہی حق پر ہیں۔ اس صورت میں بے شک ان کا پہلو مضبوط ہو سکتا ہے۔ اور وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس جماعت کو سچائی پر قائم کیا۔ اور جو صحیح معنوں میں آپؑ کی جماعت کہلا سکتی ہے۔ وہ غیر مبایعین کی ہے۔ لیکن جب تک وہ یہ اعلان نہیں کرتے۔ کہ پیغامی حق پر ہیں۔ اس وقت تک گویا ان کے نزدیک اس وقت روئے زمین پر کوئی جماعت بھی ایسی نہیں جو

صداقت اور راستی پر قائم

ہو۔ کیونکہ غیر مبایعین کی گمراہی کے متعلق ان کا پہلا عقیدہ اب تک قائم ہے اور ہماری گمراہی کے متعلق ان کے موجودہ اعلانات موجود ہیں۔ اور ان کی اپنی گمراہی اس طرح ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنا سارا زور اس فتنہ کے مٹانے کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ جو ان کے نزدیک بڑا ہے۔ مگر جسے خدا اور اس کے رسول نے بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔ اس کے استیصال اور اسلام کی اشاعت کی طرف ان کی کوئی توجہ نہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے اس غرض کے لئے مبعوث نہیں فرمایا تھا۔ کہ آپ کے ذریعہ پہلے ایک جماعت قائم کرے۔ اور پھر آپ کی وفات کے ساتھ ہی اس میں بگاڑ پیدا کر دے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اس کی اصلاح کے لئے کسی کو کھڑا کر دے۔ کیا دنیا میں کوئی شخص ایسا بھی ہؤا کرتا ہے جو مکان بنائے اور پھر توڑ ڈالے۔ اور توڑنے کے بعد پھر اسے بنانا شروع کر دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض صرف یہ تھی۔ کہ آپؑ دنیا کی اصلاح کریں۔ اور یہی کام ہے جو آپ کی جماعت کے سپرد ہے پس جب ہم بھی گمراہ ہیں۔ جب غیر مبایعین بھی گمراہ ہیں۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح تعلیم پر صرف مصری صاحب اور ان کے بیٹے ہی قائم ہیں۔ تو کیا ان کا فرض نہیں تھا کہ وہ اس تین سالہ عرصہ میں عیسائیوں کے خلاف لکھتے۔ آریوں کے خلاف لکھتے۔ مذاہب باطلہ کا رد کرتے۔ اور اسلام کی شوکت اور عظمت ان پر ظاہر کرتے۔ مگر کیا وہ بتا سکتے ہیں۔ کہ اس تین سال کے عرصہ میں انہوں نے کیا اصلاح کی۔ اور کتنے آریوں اور عیسائیوں پر اتمام حجت کی۔ یا کیا وہ اب اس بات کے لئے تیار ہیں۔ کہ آریوں اور احرار وغیرہ کے خلاف لکھیں گے یقیناً وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ ان کے اس

فتنہ کی بنیاد ہی آریوں اور احرار کی مدد پر

ہے۔ اور وہ جانتے ہیں کہ وہ انہی کی مدد پر جی رہے ہیں۔ اگر وہ ان کے خلاف لکھیں۔ تو انکا خدا ہی مر جائے۔ پس ان کے خلاف لکھنے کی وہ کبھی جرأت نہیں کر سکتے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آج دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لائی ہوئی تعلیم کے ماتحت کوئی جماعت بھی کام نہیں کر رہی ہم نہیں کر رہے۔ کیونکہ مصری صاحب کے نزدیک ہم گمراہ ہیں۔ غیر مبایعین نہیں کر رہے کیونکہ مصری صاحب کے نزدیک وہ بھی گمراہ ہیں اور میں بتا چکا ہوں کہ خود مصری صاحب بھی یہ کام نہیں کر رہے۔ پس وہ بھی گمراہ ہوئے اور جب تمام کے تمام گمراہی پر قائم ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ وہ جماعت کونسی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم کی تھی۔ اور جسے آپکی بتائی ہوئی تعلیم کے ماتحت دنیا میں کام کرنا چاہیئے تھا

غرض یہ وہ باتیں ہیں جو جماعت کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنی چاہئیں۔ اور وقتاً فوقتاً ان لوگوں کے سامنے انہیں پیش کرتے رہنا چاہیئے۔ پھر اس امر کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے کہ

مخالف کے سوالات کا جواب

دینے سے پہلے دلائل پر پوری طرح غور کر لیا جائے۔ اور سوچ کر اور سمجھ کر اور فکر سے کام لے کر سوالات کا جواب دیا جائے بعض دفعہ غور سے کام نہیں لیا جاتا۔ اور یونہی جواب دے دیا جاتا ہے۔ یہ درست طریق نہیں۔ مثلاً آجکل ذریت مبشرہ کے متعلق بحث ہو رہی ہے۔ میرے نزدیک سب سے پہلی چیز یہ تھی کہ لغت کے لحاظ سے اس پر بحث کی جاتی۔ اگر ہماری جماعت کے دوست لغت کے لحاظ سے اس پر بحث کرتے تو اس بحث کا خاتمہ ہی ہو جاتا۔ اسی طرح بعض اور سوالات کا جواب دیتے وقت بھی میرے نزدیک پورے لٹریچر کو نہیں پڑھا گیا۔ اسی طرح ایک اور بحث بھی ہے مگر میں اس کا نام نہیں لینا چاہتا۔ تاکہ مخالف ہوشیار نہ ہو جائے۔ مگر اس کے متعلق بھی ایسے رنگ میں بحث کی جا سکتی تھی۔ کہ مخالف اپنے مونہہ سے آپ ہی مجرم بن جاتا۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھو کہ

گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں

ایک ظاہر گناہ ہوتے ہیں۔ اور ایک مخفی گناہ۔ جو گناہ کسی کے باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے متعلق شریعت نے ہمیں یہ ہدایت دے دی ہے۔ کہ ہم ان کے بارہ میں جستجو نہ کیا کریں۔ لیکن جو ظاہر گناہ ہوتے۔ وہ چونکہ ہر ایک کو دکھائی دیتے ہیں۔ اس لئے ان کے بارہ میں تجسس کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب دیکھو کیا یہ عجیب بات نہیں کہ یہ نئی پارٹی جو ہمارے خلاف نکلی ہے اسیطرح جو پیغامی ہمارے خلاف مضامین لکھتے رہتے ہیں

ان میں سے اکثر ڈاڑھی منڈے

ہوتے ہیں۔ اب بتاؤ کیا اللہ اور اس کے رسول کی حمایت کا جوش انہی لوگوں میں زیادہ ہؤا کرتا ہے جو شریعت کی اس طرح کھلے طور پر ہتک کرنے والے ہوں۔ وہ اصلاح کا دعویٰ کرتے ہوئے اٹھے ہیں۔ مگر ان کے اپنے بیٹے اور رشتہ دار اور دوسرے قریبی

سب ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں۔ وہ ہمارے خلاف جب لکھنے پر اترتے ہیں۔ تو وہ ہمارے ان گناہوں کے متعلق بھی لکھ جاتے ہیں جو مخفی ہوتے ہیں اور جن کے متعلق شریعت انہیں یہ اجازت نہیں دیتی کہ وہ ان کا ذکر کریں مگر کیا انہوں نے اپنا موہنہ کبھی شیشہ میں نہیں دیکھا۔ اور کیا مصلح ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ ممکن ہے وہ کہہ دیں کہ ہم نے کبھی شیشہ استعمال نہیں کیا۔ مگر خدا نے ان کو آنکھیں تو دی ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں کہ ان کے اپنے بیٹوں اور بھتیجوں اور دوسرے رشتہ داروں کی کیا صورت ہے اور کیا ایسی صورتیں ہی لوگوں کی اصلاح کیا کرتی ہیں۔

ان لوگوں کے اخلاق کی حالت

یہ ہے کہ میں ابھی سندھ میں ہی تھا کہ وہاں مجھے ایک رسالہ ملا جس میں لکھنے والے نے یہ ذکر کیا تھا کہ میں نے ایک رجسٹرڈ خط آپ کو بھجوایا تھا جس میں فلاں بات میں نے بیان کی تھی۔ مگر اس کا مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ خط دفتر نے میرے سامنے پیش ہی نہیں کیا تھا۔ کیونکہ جب کہ انہوں نے مجھے بتایا انہوں نے اس کے پیش کرنے کی ضرورت نہ سمجھی اور دفتر متعلقہ میں بھجوا دیا بہرحال وہ رسالہ شیخ غلام محمد صاحب کا تھا جو اپنی پیغامیوں میں سے الگ ہو کر آجکل مصلح موعود ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ میں ان دنوں چونکہ کسی قدر فارغ تھا۔ اس لئے میں نے اس رسالہ کو کھولا اور اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس رسالہ میں لکھا ہوا تھا کہ ایک پیغامی ڈاکٹر یہ بیان کرتا ہے کہ میں مرزا محمود احمد صاحب سے قادیان ملنے کے لیے گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے شراب پی ہوئی ہے۔ جب انہیں پتہ لگا کہ میں ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ تو وہ ڈرے کہ نشہ چڑھا ہوا ہے ایسا نہ ہو کہ اسے پتہ لگ جائے چنانچہ انہوں نے ملاقات میں دو تین گھنٹے دیر لگا دی اور کہہ دیا کہ میں ابھی نہیں مل سکتا۔ دو تین گھنٹے کے انتظار کے بعد انہوں نے مجھے بلوایا اور میں نے جاتے ہی فوراً پہچان لیا کہ انہوں نے شراب پی ہوئی تھی کیونکہ ان کے موہنہ سے شراب کی بو آرہی تھی مگر انہوں نے اس بات کو چھپانے کے لئے عطر مل رکھا تھا۔ شیخ غلام محمد صاحب نے اس رسالہ میں یہ بھی لکھا تھا کہ میں نے اس مضمون کا رجسٹری خط امام جماعت احمدیہ کو بھجوایا تھا۔ مگر مجھے اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ اب میں انہیں اس رسالہ کے ذریعہ توجہ دلاتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ پیغامیوں کے حلقہ میں آپ کے متعلق یہ بات زور سے پھیلی ہوئی ہے میں نے پرائیویٹ سکرٹری کو ہدایت دی کہ آپ اس پیغامی ڈاکٹر کو ایک رجسٹرڈ خط لکھیں جس میں ان سے دریافت کریں کہ یہ بات جو شائع ہوئی ہے کہاں تک درست ہے ہمارا یہ حق نہیں کہ ہم خود بخود یہ فیصلہ کر لیں کہ آپ نے واقعہ میں یہ کہا ہوگا۔ لیکن چونکہ یہ بات شائع ہو چکی ہے اس لئے آپ ہمیں بتائیں کہ یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ میری غرض یہ تھی کہ اگر انہوں نے جواب دیا تو اصل بات خود ان کی زبان سے معلوم ہو جائے گی۔ اور اگر جواب نہ دیا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ انہوں نے واقعہ میں یہ بات کہی ہے۔ ایک مہینہ گذرنے کے بعد میں نے پرائیویٹ سکرٹری صاحب سے دریافت کیا کہ کیا ان کا کوئی جواب آیا ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ کوئی جواب نہیں آیا۔ اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں کی اخلاقی حالت کس قدر گری ہوئی ہے۔ حالانکہ

واقعہ صرف یہ تھا

کہ شیخ محمد نصیب صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر وہ میری ملاقات کے لئے آئے پرائیویٹ سکرٹری نے کہا کہ آجکل ملاقاتیں تو بند ہیں مگر چونکہ آپ خاص طور پر ملاقات کے لئے ہی آئے ہیں اس لئے میں اطلاع کرا دیتا ہوں۔ انہوں نے مجھے اطلاع کی اس وقت میری بیوی ایک خادمہ کے ساتھ مل کر کمروں کی صفائی کر رہی تھی اور گرد و غبار اڑ رہا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر برآمدہ میں بھی ہم بیٹھے تو مٹی اور گرد کی وجہ سے انہیں تکلیف ہوگی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ پہلے کمروں کی صفائی کر لی جائے۔ چنانچہ میں نے انہیں کہا کہ کمروں کی صفائی ہو رہی ہے اور اس وقت گرد و غبار اڑ رہا ہے صفائی ہو لے تو میں ان کو بلوا لوں گا۔ انہیں پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے جا کر یہ بات کہی تو وہ کہنے لگے کہ اچھا اس دوران میں ہم مقبرہ بہشتی وغیرہ دیکھ آتے ہیں چنانچہ وہ چلے گئے اور میں نے ساتھ مل کر جلدی جلدی مکان کو صاف کیا اور پھر گھنٹی بجائی۔ پرائیویٹ سکرٹری آئے تو میں نے انہیں کہا کہ اب انہیں ملاقات کے لئے لے آئیے۔ وہ کہنے لگے ابھی تو وہ آئے نہیں جب آئیں گے تو میں اطلاع کر دوں گا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ آگئے اور میں نے انہیں ملاقات کے لئے بلا لیا۔ اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک ان سے باتیں کرتا رہا۔ مگر باوجود اس کے کہ میں نے ان دنوں میں ملاقات کی جب کہ سب دوستوں سے ملاقاتیں بند ہیں اور باوجود اس کے کہ میں نے ان کے لئے اپنے وقت میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قربان کیا اور باوجود اس کے کہ میں نے انہی کی خاطر جلدی جلدی مکان کو صاف کرایا اور خود بھی اس صفائی میں شریک ہوگیا۔ اور گرد و غبار میں میں نے انہیں اس لئے نہ بلایا کہ انہیں تکلیف ہوگی۔ انہوں نے اس احسان کا بدلہ یہ دیا۔ کہ چونکہ ملاقات کرنے میں انہوں نے دیر لگائی تھی۔ اس لئے معلوم ہوا کہ انہوں نے شراب پی ہوئی تھی۔ اگر یہ اصول درست ہے تو اس کے بعد ہمارا بھی حق ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب سے اگر کوئی مبایع ملنے کے لئے جائے اور وہ نہ ملیں۔ یا ملنے میں دیر لگا دیں تو ہم کہہ دیں کہ

مولوی محمد علی صاحب نے شراب پی ہوئی تھی

اس لئے انہوں نے ملاقات میں دیر لگا دی۔ اور اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت پر کہ آپ عطر ملا کرتے تھے اور عطر کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ وہ مجھے بہت ہی محبوب ہے عمل کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ عطر لگانے والے نے شراب پی ہوئی ہے تو پھر ہمارا بھی حق ہوگا کہ ہم مولوی محمد علی صاحب کو جب عطر لگائے ہوئے دیکھیں کہہ دیں کہ انہوں نے شراب پی ہوئی تھی جس کی بو کو دور کرنے کے لئے انہوں نے عطر لگا لیا۔ حالانکہ عطر وہ چیز ہے جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے دنیا میں جو چیزیں محبوب ہیں ان میں ایک عطر بھی ہے۔

مجھے بھی عطر بڑا محبوب ہے

اور میں ہمیشہ کثرت کے ساتھ عطر لگایا کرتا ہوں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ میں بخاری ہاتھ میں لئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے پڑھنے کے لئے جا رہا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا کہاں جا رہے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت مولوی صاحب سے بخاری پڑھنے جا رہا ہوں

فرمانے لگے مولوی صاحب کو میری طرف سے کہنا کہ ایک حدیث میں یہ ذکر بھی آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نئے کپڑے بدلتے اور عطر لگایا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اپنی سادگی میں بعض دفعہ بغیر کپڑے بدلے جمعہ کے لئے تشریف لے آیا کرتے تھے۔ میں نے جا کر اسی رنگ میں ذکر کر دیا حضرت مولوی صاحب یہ سنکر ہنس پڑے اور فرمانے لگے حدیث تو ہے۔ مگر یونہی کچھ غفلت ہو جاتی ہے۔

تو عطر لگانا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ مگر ان کے نزدیک جو شخص عطر ملتا ہے وہ اس بات کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ کہ گویا اس نے شراب پی ہوئی تھی۔ جس کی بو کو زائل کرنے کے لئے اس نے عطر لگا لیا۔ ایسے لوگوں کو ملاقات کا موقع دینا میرے نزدیک ظلم ہے۔ کیونکہ عقلمند لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ اہل نہ ہوں ان پر احسان بھی نہیں کرنا چاہئے۔ پس یہ لوگ اس قسم کے اخلاق کے مالک ہیں۔ کہ ان کے ساتھ شرافت اور خوش خلقی کے ساتھ پیش آنا بھی اپنا نقصان آپ کرنا ہے۔ ذرا غور کرو کہ ملاقاتیں بند تھیں۔ میں اپنی جماعت کے دوستوں سے بھی نہیں ملتا تھا۔ گھر میں صفائی ہو رہی تھی۔ گرد اڑ رہی تھی۔ سامان ادھر اُدھر بکھرا ہوا تھا۔ اور مَیں محض اس لئے کہ ایک پیغامی دوست ملنے کے لئے آئے ہیں۔ جلدی جلدی صفائی کروانے لگا۔ خود بھی اس صفائی میں شریک ہوا اور جب ان صاحب کو ملاقات کا موقع دیا تو وہ گھر جا کر کہنے لگ گئے۔ کہ انہوں نے شراب پی ہوئی تھی۔ تبھی ملنے میں دیر لگائی۔ یہ لوگ اگر دنیا کی اصلاح کرنے والے ہیں۔ تو پھر اصلاح ہو چکی! مگر اس قسم کے صرف چند لوگ ہی ہیں۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ سارے غیر مبایعین ایسے ہی ہوں۔ آخر ان میں شریف اور نیک لوگ بھی ہیں۔ تبھی بعض شریف الطبع لوگ ان سے علیحدہ ہو کر ہم میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ پس اس قسم کی عداوت رکھنے والے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال ہو۔ تو بڑے بڑے

معاندین کو بھی ہدایت نصیب ہو جاتی ہے

ابھی سیالکوٹ میں ایک دوست احمدیت میں داخل ہوئے ہیں شیخ روشن الدین صاحب تنویر ان کا نام ہے اور وکیل ہیں۔ جب مجھے اُن کی بیعت کا خط آیا تو میں نے سمجھا کہ کالج کے فارغ التحصیل نوجوانوں میں سے کوئی نوجوان ہوں گے مگر اب جو وہ ملنے کے لئے آئے اور شوریٰ کے موقع پر میں نے انہیں دیکھا تو ان کی ڈاڑھی میں سفید بال تھے۔ میں نے چوہدری اسد اللہ خان صاحب سے ذکر کیا کہ میں یہ سمجھتا تھا۔ کہ یہ نوجوان ہیں اور ابھی کالج میں سے نکلے ہیں۔ مگر ان کی تو ڈاڑھی میں سفید بال آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ تو دس بارہ سال کے وکیل ہیں۔ پہلے احمدیت کے سخت مخالف ہوا کرتے تھے۔ مگر احمدی ہو کر تو اللہ تعالےٰ نے ان کی کایا ہی پلٹ دی ہے۔ اسی طرح قادیان کا ہی ایک واقعہ ہے۔ جو حافظ روشن علی صاحب رضؓ نے سنایا۔ وہ فرماتے تھے کہ مَیں ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں مدرسہ احمدیہ کی طرف سے آ رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا ایک چھوٹی سی ٹولی جس میں چار یا پانچ آدمی ہیں۔ مہمان خانہ کی طرف سے آ رہی ہے اور دوسری طرف ایک بڑی ٹولی جس میں چالیس پچاس آدمی ہیں باہر کی طرف سے آ رہی ہے۔ وہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھ کر ٹھہر گئیں۔ اور پھر انہوں نے آگے بڑھ کر آپس میں لپٹ کر رونا شروع کر دیا۔ وہ کہتے کہ مجھ پر اس نظارے کا عجیب اثر ہوا۔ اور میں نے آگے بڑھ کر اُن سے پوچھا کہ تم روتے کیوں ہو۔ اس پر وہ جو زیادہ تھے۔ انہوں نے بتایا کہ بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ جو آپ کو تھوڑے نظر آ رہے ہیں۔ یہ ہمارے گاؤں میں سب سے پہلے احمدی ہوئے۔ ہم لوگوں کو ان کا احمدیت میں داخل ہونا اتنا بُرا معلوم ہوا۔ اتنا برا معلوم ہوا۔ کہ ہم نے ان پر ظلم کرنے شروع کر دیئے اور یہاں تک ظلم کئے۔ کہ یہ اپنی جائدادیں اور مکان وغیرہ چھوڑ کر دُور کسی اور شہر میں جا بسے۔ کچھ عرصہ کے بعد ہمیں بھی خدا تعالےٰ نے ہدایت دی اور ہم بھی احمدیت میں داخل ہو گئے لیکن نہ ہمیں ان کی خبر تھی۔ کہ یہ کہاں ہیں۔ اور نہ انہوں نے پھر ہمارے متعلق کوئی خبر حاصل کی۔ آج جلسہ سالانہ پر ہم آئے ہوئے تھے کہ ادھر سے ہم آ نکلے اور ادھر سے یہ آ نکلے۔ اور ہم نے ایک دوسرے کو پہچان لیا ہمیں ان کو دیکھ کر وہ وقت یاد آ گیا۔ جب ہم ان پر ظلم وستم کیا کرتے تھے۔ اور جب خدا کی آواز پر لبیک کہنے کی وجہ سے ہم نے ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا۔ اور انہیں بھی وہ زمانہ یاد آ گیا جب ہم نے انہیں دکھ دیئے تھے۔ اور ہم دونوں بے تاب ہو کر رونے لگ گئے۔

تو بڑے بڑے دشمن ہدایت پا جاتے ہیں۔ اور بڑے بڑے مخالف راہ راست پر آ جاتے ہیں۔ پس تم یہ مت سمجھو کہ چونکہ غیر مبایعین تمہارے دشمن ہیں۔ اس لئے انہیں ہدایت نہیں مل سکتی۔ ہدایت خدا تعالےٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل جب نازل ہو۔ تو تمام کدورتیں دل سے دُھل جاتی ہیں۔ ہاں بیشک انہوں نے جماعت میں تفرقہ پیدا کیا ہے۔ اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کو انہوں نے اپنے اوپر ناراض کیا ہے مگر پھر بھی اللہ تعالےٰ کی بخشش وسیع ہے۔ اور اس کی رحمتوں کا کوئی شمار نہیں۔ پس تم ناامید مت ہو اور تبلیغ میں لگے رہو اور صداقت ان کے سامنے متواتر پیش کرتے رہو۔ تا ان میں سے جو سعید روحیں ہیں اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان کو کھینچ کر ہماری طرف لے آئے اور اس فتنہ کو جس کے متعلق یہ مقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ اور کسی نہ کسی صورت میں ضرور قائم رہیگا۔ جس حد تک کم ہو سکتا ہو کم کر دے تا ہدایت کو قبول کرنیکے راستہ میں جو روکیں حائل ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ دور ہو جائیں اور ہدایت کی تائید میں جو سامان ہیں وہ زیادہ سے زیادہ ترقی کر جائیں۔

(77)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی جماعت کیلئے ضروری اعلان

تمام جماعتوں کی اطلاع کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اعلان۔ جو ایک مستقل اشتہار کی صورت میں ۱۸۹۸ء میں جاری کیا گیا تھا۔ درج کیا جاتا ہے۔ اس وقت ابھی حضور نے اپنی جماعت کا نام بھی علیحدہ طور پر جماعت احمدیہ نہیں رکھا تھا۔ اور نہ ہی دوسرے لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے بارہ میں کوئی اعلان ہوا تھا۔ جس سے اس اعلان کی اہمیت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:

"چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم اور اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہونچ گئی۔ اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہونچنے والی ہے۔ اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا۔ کہ ان کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے۔ اور نیز ان کو بھی اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد۔ اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہونچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں۔ جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال میں۔ دولت میں۔ علم میں۔ فضیلت میں۔ خاندان میں۔ پرہیزگاری میں۔ خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں۔ اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں۔ کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے۔ جو ہمیں کافر کہتے ہیں۔ اور ہمارا نام دجال رکھتے۔ یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خواں اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا۔ وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا۔ اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہو گا۔ تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سن لے۔ کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے۔ اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے۔ جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں۔ اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں۔ جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز اونکے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں۔ تو اس صورت میں ان پر لازم ہو گا۔ کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہیئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے۔ اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا۔ کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں۔ اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی۔ اور وقتاً فوقتاً جیسی صورتیں پیش آئیں گی اطلاع دی جائے گی۔ اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی جائیگی جب تک اس کی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے۔ اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے۔ کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسماء بقید عمر و قومیت بھیج دیں۔ تا وہ کتاب میں درج ہو جائے۔"

سو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی تعمیل کے لئے جملہ احمدی جماعتوں کی توجہ اس ضروری کام کی طرف دلائی جاتی ہے کہ وہ ۱۰ مئی ۱۹۴۰ء مطابق ۱۰ ہجرت ۱۳۱۹ہش تک اپنی اپنی جماعت کے لڑکے اور لڑکیوں کی فہرست مرتب کر کے اس دفتر کو بھیج دیں۔ تا رجسٹر میں جو اس کام کے لئے کھلا ہوا ہے درج کر دی جائیں اور رشتہ ناطہ کے معاملہ میں دوستوں کو جو مشکلات ہیں۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب رشتے تجویز کئے جا سکیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

تحریک جدید کا ایک نہایت ضروری اور اہم اعلان

۵ اپریل کا خطبہ جمعہ جو تحریک جدید کی مالی قربانیوں کے متعلق ہے شائع ہو چکا ہے۔ احباب نے حضور کا یہ ارشاد پڑھ لیا ہو گا۔ کہ تحریک جدید کی زمینوں کی قسط ۳۱ مئی کو ادا کرنی ضروری ہے۔ اس لئے نہ صرف بقایا داران کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کا بقایا ۳۱ مئی تک ادا ہو جائے۔ کیونکہ بقایا داران کے لئے ۳۱ مئی کی تاریخ آخری تاریخ ہے۔ اس کے بعد جو احباب نہ بقایا ادا کریں گے۔ اور نہ ۳۱ مئی کے بعد ادا کرنے کی مہلت حاصل کریں گے۔ اور نہ معافی لیں گے مجبوراً ایسے نام تحریک جدید کی فہرست سے حضور کی خدمت میں پیش کر کے نام کاٹنے کی منظوری لینا ہو گی۔ پس بقایا داروں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے وعدہ کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ احباب جو سال ششم کا وعدہ کر چکے ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ وہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ۳۱ مئی تک اپنا وعدہ سو فیصدی پورا کرنے کی اس لئے کوشش کریں۔ کہ یہ امر حضور کی زیادہ خوشنودی کا باعث اس لئے ہے۔ کہ ۳۱ مئی تک ادا کرنے والے قسط کے ادا کرنے میں سہولت پیدا کرنے والے ہیں۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ جو دوست ۳۱ مئی تک اپنے وعدوں کو سو فیصدی پورا کر دیں گے۔ ان کے نام حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ اور جماعتوں کے جو کارکن اس تاریخ تک وصولی کی جدوجہد کر کے اپنی جماعت کے وعدہ کو سو فیصدی یا کم از کم ۷۵ فیصدی پورا کر لیں گے۔ ان کے نام بھی خاص طور پر دعا کے لئے حضور کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔

پس کارکنوں اور احباب کو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہر وعدہ کرنیوالا اپنا سال ششم کا وعدہ ۳۱ مئی تک سو فیصدی پورا کرنے کی کوشش کرے تا اس کا نام بھی دعا والی فہرست میں آ جائے۔

اللہ تعالےٰ کے فضل سے زمینداروں کے لئے بھی یہ نہایت اچھا موقعہ ہے ان کی فصل نکل رہی ہے۔ نرخ بھی اچھا ہے۔ بالعموم احباب کے وعدے بھی اسی فصل پر ادا کرنے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی چاہتے ہیں۔ کہ احباب اپنے وعدے جلد پورے کریں۔ پس زمیندار احباب کو بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کا وعدہ بھی ۳۱ مئی تک پورا ہو جائے۔ اور ان کا نام بھی دعا والی فہرست میں آ جائے۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

میو سکول آف آرٹس میں داخلہ

بیکاری حد سے بڑھ گئی ہے۔ اور بڑھتی جا رہی ہے۔ تعلیم یافتہ اصحاب کو صنعتی کاموں کے سیکھنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ میو سکول آف آرٹس لاہور میں لکڑی۔ تانبے۔ پیتل اور خراد وغیرہ کا کام سکھایا جاتا ہے۔ سکول کے ساتھ بورڈنگ بھی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو اس میں داخل کرائیں۔ داخلے کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔ امیدوار کی صحت اچھی ہو عمر ۱۴ سال سے ۲۰ سال تک ہو تعلیم ورنیکلر مڈل تک ہو۔ انگریزی دان کو ترجیح دی جاتی ہے۔ رہائشی اخراجات کے علاوہ سکول کی فیس -/۸/ ماہوار ہوگی داخلہ اسی ماہ میں ہوتا ہے احباب درخواستیں جلد از جلد پرنسپل میو سکول آف آرٹس لاہور کے نام بھیج دیں۔

ناظر امور عامہ

ریشمی بوسکی نہایت خوبصورت۔ ملائم۔ پائدار۔ رنگ میں سفید۔ ایسی سوت کا ایک تار بھی نہیں لگایا گیا۔ چار قمیصوں یا چھ چھوٹی چھوٹی قمیصوں کے لئے کافی ہے۔ ۱۲ گز × ۳۰" قیمت -/۷/۵ فی ٹکڑہ۔

ریشمی چادریں نہایت خوبصورت۔ پائدار۔ اعلیٰ۔ تمام رنگوں کی ملتی ہیں۔ سائز ۲ گز × ½۲ گز۔ -/۸/۴ فی جوڑا۔ پیکنگ اور پوسٹیج معاف۔ ایک ہفتہ کے اندر ناپسند ہونے کی صورت میں قیمت واپس۔ **ہربرٹ کارپوریشن لدھیانہ**

پرانے اخبارات و رسائل کا بہترین مصرف

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ۱۹۳۵ء تک کے جملہ پرانے اخبارات و رسائل بالخصوص البدر، الحکم، الفضل اور ریویو آف ریلیجنز اردو انگریزی اور تشحیذ الاذہان مصباح وغیرہ کو بجائے ردی کی صورت میں استعمال کرنے یا تلف و ضائع کرنے کے ہمارے ہاں فروخت کر دیا کریں۔ جملہ اخبارات و رسائل کے مکمل فائل اور متفرق پرچے ہمارے ہاں ہر وقت مل سکتے ہیں نیز سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر قسم کی نئی و پرانی کتب کے علاوہ دیگر ہر قسم کی مذہبی طبی تعلیمی و ادبی کتابیں خریدنے یا فروخت کرنے کا جب بھی ارادہ ہو۔ ہم سے ضرور دریافت فرمایا کریں۔ ہمارے ساتھ تعاون کرکے آپ کو بہت ہی فائدہ ہوگا۔ جواب طلب امور کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا لازمی ہے۔ فوراً تعمیل ہوگی۔

المشتہران: **عبدالعظیم عبدالرشید جلد سازان و کتب فروشان قادیان دارالامان**

معجون عنبری یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے۔ کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس قدر مقوی دماغ ہے۔ کہ بچپنے کی باتیں خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آب حیات کے تصور فرمائیے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے بعد استعمال پھر وزن کیجئے ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کر دے گی۔ اس کے استعمال سے اٹھارہ گھنٹہ تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشاں بنائے گی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد بن کر مثل پندرہ سالہ نوجوان کے بن گئے۔ یہ نہایت مقوی مبہی ہے۔ اس کی صفت تحریر میں نہیں آ سکتی۔ تجربہ کرکے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عام
نوٹ: فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگوائیے چھوٹا اشتہار دینا حرام ہے۔ ملنے کا پتہ: **مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر نمبر ۵ لکھنؤ**

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لالہ ملاوامل صاحب حکیم قادیان کو اکثر احباب جانتے ہیں۔ ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قدیمانہ تعلق رہا ہے۔ انہوں نے بعض ادویہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نسخوں کے مطابق تیار کی ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ان ادویہ کے متعلق سفارش کی خواہش کی ہے۔ سو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشاء کے مطابق یہ سفارش الفضل میں شائع کی جاتی ہے۔ کہ حاجتمند احباب لالہ ملاوامل صاحب قادیان سے ان کی تیار کردہ ادویہ خرید کر فائدہ اٹھائیں۔

خاکسار۔ پرائیویٹ سکرٹری

چند نہایت مفید اور مجرب ادویہ

معجون مبارک جو دماغ اور بصارت کے لئے ازحد مفید ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب ہمیشہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ قیمت اڑھائی روپیہ فی سیر

سفوف نور جو ابتداء نزول الماء میں نہایت مؤثر ہے۔ اور ویسے بھی نظر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت پندرہ خوراک ایک روپیہ

معجون دلشاد باہر صفت موصوف جیسی نیت ویسی مراد۔ نئی طاقت اعصابی کمزوری۔ دل و دماغ معدہ جگر کو بہت مفید ہے چستی پھرتی۔ خوشی فوراً حاصل ہو جاتی ہے۔ نیز اختناق الرحم کا خاص علاج ہے۔ ہر انسان حسب منشا فائدہ اٹھائے گا۔ پندرہ خوراک وزنی، تولہ قیمت تین روپے

سفوف نشاط یہ دوائی مفرح ہونے کے علاوہ مقوی اعضاء رئیسہ ہے اور جن لوگوں کو جائز طور پر ممسک دوائی کی ضرورت ہو ان کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت ۵ خوراک اڑھائی روپیہ

معجون روشن دماغ یہ دوائی ذہن کو بہت تیز کرتی ہے۔ اور کند ذہن اور کمزور دماغ لوگوں کے لئے خاص چیز ہے طلباء اور دوسرے حاجتمند یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت پندرہ خوراک ۱۲/ تفصیلات کے لئے مفصل اشتہار منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔

اکسیر بواسیر یہ نسخہ بواسیر ایک سنیاسی مہاتما کا فرمودہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے شاہی حکیم جناب مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اس نسخہ کو بہت پسند فرمایا تھا۔ فی الواقعہ ہر قسم کی بواسیر کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ سینکڑوں اصحاب اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ نیز جو بچے پھوڑے پھنسیاں خرابی خون اپنے ساتھ ہی لاتے ہیں۔ ان کی ماتاؤں کو چاہیئے۔ کہ امید کے دنوں میں دو تین مرتبہ اس دوائی کا استعمال کریں۔ قیمت پندرہ خوراک ایک روپیہ۔

المشتہر (لالہ) ملاوامل حکیم بڑا بازار قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۱۸ اپریل - آج دارالامراء میں وزیر ہند نے ہندوستان کے متعلق ایک بیان دیتے ہوئے کہا - کہ کانگرس نے رام گڑھ کے اجلاس میں درجہ نوآبادیات کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے - اور مکمل آزادی طلب کی ہے - نیز اس نے اقلیتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے - حکومت برطانیہ ہندوستان کی وحدت کے لئے بے چین ہے مگر افسوس کہ ہندوستان کی سیاسی جماعتیں باہم تعاون کی کوئی خواہش نہیں رکھتیں - کانگرس نے سول نافرمانی کی دھمکی دے دی ہے اگر ایسا ہوا - تو حکومت ہر ممکن کوشش سے اسے کچلنے کی کوشش کرے گی - جنگ کے زمانہ میں کسی قانون شکنی کو برداشت نہیں کیا جا سکتا

آج نائب وزیر ہند نے دارالعوام میں کہا - کہ ہندوستان کو تقسیم کرنے کی جو تجویز مسٹر جناح نے پیش کی ہے - وہ ہندوستان کے اتحاد کے سخت منافی ہے اس سے خوش اعتمادی کے امکانات بالکل معدوم ہو جاتے ہیں -

آج آسٹریلین پارلیمنٹ میں وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ وزارت بحریہ برطانیہ کی خواہش پر آسٹریلیا کی حکومت امریکہ سے ۹۱ جہاز خرید رہی ہے جن کی مجموعی قیمت ۲$\frac{1}{2}$ ملین پونڈ ہوگی -

وزارت پرواز کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ برطانیہ کے چند ہوائی افسر جنوبی افریقہ بھیجے جا رہے ہیں جو وہاں کے لوگوں کو ہوابازی کی ٹریننگ دیں گے -

لاہور ۱۸ اپریل - آج ہیرا منڈی کے قریب خاکساروں کی خلاف ورزی قانون کے وقت پولیس کے ساتھ جو تصادم ہوا تھا - اس میں دو خاکسار زخمی ہوئے تھے - جن میں سے ایک میو ہسپتال میں فوت ہو گیا - دوسرے کی حالت نازک بتائی جاتی ہے -

استنبول ۱۸ اپریل - آج ایک مشہور ترک مدبر ابم بیلوا دغلو کو جو پہلے وزیر اقتصادیات بھی تھا - اور بہت با اثر آدمی ہے - گرفتار کر لیا گیا - اس پر روس اور جرمنی کے ساتھ سازباز رکھنے کا الزام ہے -

لنڈن ۱۸ اپریل - روس اور یوگوسلاویہ کے مابین ایک تجارتی معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں - اس سے یورپ کے تمام ممالک میں حیرانی کی لہر دوڑ گئی ہے

برطانیہ کے وزیر خوراک نے اعلان کیا ہے - کہ ہمارے پاس خورد و نوش کا کافی سامان موجود ہے - کمی خوراک کا قطعاً کوئی خطرہ نہیں -

لنڈن ۱۹ اپریل - ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے - کہ اور برطانوی فوج ناروے پہنچ گئی ہے - سویڈن کے نامہ نگاروں سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں - ان سے معلوم ہوتا ہے - کہ اتحادی ناروے میں جرمنی کے خلاف نہایت سخت کارروائی شروع کرنے والے ہیں - یہ کارروائی کہاں شروع کی جائے گی ابھی اس بات کو خفیہ رکھا جا رہا ہے -

لنڈن ۱۹ اپریل - ناروے کے بادشاہ نے ایک اعلان شائع کیا ہے - جس میں اس بات پر خوشی کا اظہار کیا جا رہا ہے - کہ جرمن ناروے میں کٹھ پتلی حکومت قائم کرنے میں ناکام رہے ہیں - یہ بھی کہا جاتا ہے - کہ ناروے کو بچانے اور اپنی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے پوری کوشش کی جائے گی -

لنڈن ۱۹ اپریل - خبر ملی ہے کہ کل رات جرمنی کے ہوائی جنگی جہاز سویڈن کے علاقہ پر اترے - سویڈن کی گولے برسانے والی توپوں نے ان پر گولے پھینکے - ہوائی حملے کے خطرہ کا اعلان بھی کیا گیا -

لنڈن ۱۹ اپریل - جرمنی ان ملکوں کے ساتھ جن پر اس کا قبضہ ہو چکا ہے - جو سلوک کر رہا ہے - اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے - کہ چیکوسلواکیہ میں یونیورسٹیاں اور سکول بند کر دیئے گئے ہیں - پروفیسر دل کو قید کر لیا گیا ہے - طالب علموں پر ظلم کئے جا رہے ہیں - اور انہیں قتل کیا جا رہا ہے آرٹ کے اچھے اچھے نمونے چرائے گئے ہیں - پرانی یادگاریں تباہ کی جا رہی ہیں

لنڈن ۱۹ اپریل - اتحادیوں نے ناروے کی جس خوبی سے مدد کی ہے لڑائی سے الگ رہنے والے ممالک پر اس کا بہت اچھا اثر پڑا ہے - اور وہ جان گئے ہیں - کہ جرمنی کا کامیاب ہونا ناممکن ہے -

لنڈن ۱۹ اپریل - معلوم ہوا ہے اٹلی نے ابھی تک اپنے اخبارات کو یہ بھی نہیں بتایا - کہ ناروے میں برطانیہ اور فرانس کی فوجیں پہنچ چکی ہیں - کیونکہ اٹلی کے اخبارات ابھی تک جرمنی کی حمایت کی خبریں چھاپ رہے ہیں - البتہ ایک اخبار ناروے کے متعلق صحیح خبریں چھاپ رہا ہے جس کی اشاعت دس گنا بڑھ گئی ہے -

لاہور ۱۹ اپریل - آج تیسرے پہر پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں ایک سوال کے جواب میں وزیر اعظم نے بتایا - کہ وزرائے پنجاب پر بم پھینکنے کی کوشش کو پولیس نے کس طرح ناکام کیا - پولیس کو ہر بار پتہ چل کر خبر ملی - کہ ایک شخص محمد حسین اسمبلی میں بم پھینکنا چاہتا ہے - پولیس نے اسی دن اسے پکڑ کر لاہور کے قلعہ میں بھیج دیا - اور اس کے مکان کی تلاشی پر ایک بم ملا - پولیس ابھی تک اس واقعہ کی چھان بین کر رہی ہے

نئی دہلی ۱۹ اپریل - کوشش کی جا رہی ہے - کہ ہندوستان کے طالب علم جو بیرسٹری کا آخری امتحان اکتوبر میں دینے والے ہیں - وہ دہلی میں امتحان دے سکیں - یہ عذر درست ان طالب علموں کے متعلق پیش آتی ہے - جو لڑائی سے قبل انگلستان سے واپس آ گئے تھے - پھر جا نہیں سکے - اس بارے میں ابھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا - مگر ذمہ دار حکام اس بارے میں کوشش کر رہے ہیں

لنڈن ۱۹ اپریل - حال ہی میں لیبر منسٹر نے ٹریڈ یونین کے نمائندوں سے کہا کہ ممکن ہے - آئندہ اٹھارہ ماہ کے عرصہ میں بیس لاکھ مزدور اسلحہ و بارود بنانے کی صنعت میں کھپ جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں عورتوں کی تعداد دس لاکھ ہو - حساب لگایا گیا ہے - کہ ان عورتوں کی تعداد جو برطانیہ میں اسلحہ و بارود بنانے میں مصروف ہیں جلد ہی چالیس لاکھ ہو جائے گی - یہ تعداد گذشتہ جنگ کی نسبت زیادہ ہے - جب کہ ۹۲ لاکھ سے کچھ زائد عورتیں آلات جنگ بنانے کے کارخانوں میں کام کر رہی تھیں

رنگون ۱۹ اپریل - شمالی برما کے مشہور شہر مانڈلے میں چیچک کی وبا پھیلی ہوئی ہے - طاعون کے ذریعہ بھی بعض اموات واقع ہوئی ہیں محکمہ صحت کے افسران خاص احتیاطی اقدام کر رہے ہیں -

موضع بیری میں وقار عمل

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر انتظام بروز جمعرات مورخہ ۲۵ ماہ شہادت ۱۳۱۹ھش کو انشاء اللہ تعالیٰ موضع بیری میں وقار عمل منایا جائے گا جس میں قادیان سے دو صد کے قریب خدام انشاء اللہ تعالیٰ شامل ہوں گے - تمام اراکین کے لئے ضروری ہے - کہ وہ ۲۵ ماہ شہادت کو نماز فجر دارالانوار میں ادا کریں - مجلس خدام الاحمدیہ ان تمام غیر اراکین اصحاب کی بھی ممنون ہوگی - جو اس کام میں شریک ہو سکیں - قادیان - پھیرو چیچی - بگول - راج پورہ بیری اور ارد گرد کے احمدی احباب سے بالخصوص شرکت کی استدعا کی جاتی ہے -

خلیل احمد سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ

سرینگر کشمیر مری اور ڈلہوزی کو ریل اور سڑک کے مشترکہ ٹکٹ

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام اہم سٹیشنوں سے مذکورہ بالا مقامات تک تھرو بکنگ کیلئے ریل اور سڑک کے مشترکہ واپسی ٹکٹوں کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ اسی طرح ای۔ آئی دجی۔ آئی۔ پی و بی بی اینڈ سی۔ آئی و بی اینڈ این۔ ڈبلیو۔ ایم۔ ایس اور جے ریلویز کے بعض سٹیشنوں سے کشمیر۔ مری اور ڈلہوزی تک سفر کے لئے بھی یہ سہولتیں حاصل ہیں باتصویر رنگین پمفلٹوں کے لئے جن میں پوری پوری تفصیلات درج ہیں۔ مندرجہ ذیل پتہ پر لکھیں۔

جنرل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

ویدوں میں احمد اور قادیان

یعنی وہ دلچسپ مناظرہ جو فاضل عربی و سنسکرت مولانا ناصر الدین عبد اللہ صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ اور پنڈت ترلوک چند صاحب شاستری کے درمیان ہوا۔ مولانا ناصر الدین صاحب نے یہ دعوٰے کیا ہے۔ کہ ویدوں میں ایک رشی کی آمد کا ذکر ہے۔ جس کا نام احمد اور مقام قدون یعنی قادیان بتایا گیا ہے اور پنڈت ترلوک چند صاحب نے اس کی تردید کی ہے۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فاضل کا دیباچہ بھی شامل ہے۔ یہ مناظرہ تحریری ہوا تھا۔ پھر اس کے پرچے قادیان کے ہندو مسلم اور سکھ اصحاب کے بہت بڑے مجمع میں پڑھ کر سنائے گئے تھے۔ اب یہ پرچے چھاپ دیئے گئے ہیں۔ ہندوؤں میں اشاعت کے لئے قیمت نہایت واجبی رکھی گئی ہے۔ ایک نسخہ کی قیمت دو آنے۔ پچیس کی تین روپے پچاس کی پانچ روپے اور سو کی نو روپے ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔ ایک روپیہ سے کم قیمت کے نسخوں کے لئے ٹکٹ بھیجیں زیادہ کے لئے رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ محصولڈاک فی رسالہ تین پیسے ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ **منیجر مکتبہ احمدیہ قادیان**

تجارتی منافع حاصل کرنے کا عمدہ طریق

ہم اس اعلان کے ذریعہ ان تمام دوستوں کی خدمت میں جو اپنا روپیہ نفع مند کام پر لگانے کی خواہش رکھتے ہوں۔ گذارش کرتے ہیں۔ کہ جو روپیہ آپ ہماری معرفت تجارت پر لگائیں گے۔ اس کا منافع ہر ششماہی پر آپ کو ملے گا۔ اور اصل روپیہ بھی ہر وقت واپس لیا جا سکتا ہے۔ آج تک بیسیوں آدمی کافی فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اور اپنا اصل روپیہ مع منافع واپس لے چکے ہیں۔ روپیہ ہر طرح محفوظ رہتا ہے۔ پس جو دوست اپنا روپیہ محض الماریوں میں بند رکھ کر کوئی فائدہ نہیں اٹھا رہے۔ ان کے واسطے بہترین مصرف ہے۔ جس سے منافع بھی معقول ملے گا۔ اور اصل روپیہ بھی ہر طرح ضائع ہونے سے محفوظ رہے گا۔ جو حسب ضرورت واپس بھی دیا جاتا ہے۔ پس حاجت مند صاحبان فوراً توجہ فرما کر اپنا روپیہ ہمارے پاس تجارت میں لگائیں۔ ایک حصہ ایک ہزار روپیہ کا ہے۔ نصف پانچسو کا ہے۔ اور جو صاحب اس سے کم لگانا چاہیں۔ وہ اس سے کم بھی لگا سکتے ہیں۔

المشتہران:۔ **محبوب عالم اینڈ سنز مالکان راجپوت سائیکل ورکس نیلا گنبد لاہور**

ضعفِ بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ (شب کوری) سرخی۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ۔ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جس نے ایکدفعہ استعمال کیا وہ ہمیشہ کا گرویدہ ہو گیا۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ دوست کی گواہی!

جملہ امراض چشم کیلئے تریاق

جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد ایڈیٹر رسالہ پھلواڑی اپنے فروری کے پرچہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے نہ صرف خود ہی موتی سرمہ استعمال کیا۔ بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی استعمال کروایا بلاشبہ یہ سرمہ بہت مفید اور جملہ امراض چشم کیلئے تریاق ہے۔ آنکھوں کی صفائی اور ترقی بصارت کیلئے بیحد مفید۔ خواہشمند احباب استعمال کر کے ضرور اس سے فائدہ اٹھائیں۔"

ہندو دوست کا ارشاد

بے حد مفید پایا

جناب ٹھاکر رودر پال سنگھ صاحب سب انسپکٹر پولیس پولیس لائن جون پور سے لکھتے ہیں کہ میں پہلے بھی آپکا سرمہ کئی بار استعمال کر چکا ہوں۔ بیحد مفید پایا۔ جتنی تعریف کی جائے کم۔ براہ کرم دو شیشی اور بھیجئے!

مسلمان دوست کا فرمان!

مفید ہونیکے نہایت مداح

جناب مولوی دوست محمد خان صاحب حجانہ ڈیرہ اسمٰعیل خان سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ دس روپے کا موتی سرمہ جناب خانصاحب سردار حاجی محمد خانصاحب بڑدار رسالدار ملٹری بارڈر پولیس کے نام ارسال فرمائیے۔ آپ سے مخفی نہ رہے۔ کہ سردار صاحب ممدوح آپ کا موتی سرمہ ہر سال دس روپے کا منگوا کر غرباء میں مفت تقسیم فرماتے ہیں اور اسکے مفید ہونیکے نہایت مداح اور معتقد ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ **منیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

غیر مبایعین کے متعلق مفید اور کار آمد کتب

حقیقۃ النبوۃ	عہ/	تبدیلی عقاید مولوی محمد علی صاحب	۵/
النبوۃ فی القرآن	۴/	اہل پیغام کا کچا چٹھا	۲/
ایک غلطی کا ازالہ	۲/	منکرین خلافت کا انجام	۲/
پسر موعود	۱/	نشان رحمت	۲/
خلافت مصلح موعود	۸/	نشان فضل ۱/ مباحثہ راولپنڈی	۱۲/

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فرمان کو پورا کرنے کے لئے مندرجہ بالا کتب **بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان سے طلب کریں**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتب کا سٹ بجائے ۵۰ روپیہ کے صرف ۲۵ روپیہ میں۔

خدمت خلق

مردانہ پوشیدہ۔ زنانہ ویرینہ امراض کے لئے مجھے لکھئے۔ ہومیوپیتھک علاج بہ نسبت دوسرے طریقہ علاج کے جلد فائدہ کرتا ہے۔ مختلف علاج اور انجکشن سے بیماری کو پیچیدہ نہ بنایئے۔ اگر آپ کسی کو مرض میں مبتلا پاویں میرا تعارف کرا دیجئے

ایم۔ ایچ۔ احمدی معرفت الفضل قادیان

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۹ شہادت ۱۳۲۱ھش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ساڑھے دس بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت نزلہ کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

آج بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرزا عزیز احمد صاحب پسر مرزا عطاء اللہ صاحب ہیڈ کلرک ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم لاہور کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر امۃ الرشید بیگم بنت جناب مرزا محمد شفیع صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ پڑھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

آج بعد نماز مغرب خان محمد احمد خانصاحب نے اپنے بھائی خان مسعود احمد خانصاحب بی۔ اے کی دعوت ولیمہ میں بہت سے اصحاب کو مدعو کیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بھی شرکت فرمائی

چنانچہ وہ لوگ جو اس زمانہ کے ہیں ان کو معلوم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد جو پہلا جلسہ سالانہ ہوا۔ اس میں متواتر صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں کی تقریروں میں اس بات پر زور دیا جاتا رہا۔ کہ خدا تعالیٰ کے مامور کی مقرر کردہ جانشین اور خلیفہ صدر انجمن احمدیہ ہے۔ اور بار بار اپنے لیکچروں میں اسکا ذکر کیا جاتا۔ غرض ۱۹۰۸ء میں دسمبر کے ایام میں جو جلسہ سالانہ ہوا۔ اور جس کا انتظام مدرسہ احمدیہ کے صحن میں کیا گیا تھا۔ اس وقت کے واقف لوگ جانتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے اس جلسہ کی تقریروں میں بڑے زور سے اس بات کو دہرایا۔ کہ خدا تعالیٰ کے مامور کی مقرر کردہ جانشین صدر انجمن احمدیہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے مامور کی قائم مقام صدر انجمن احمدیہ ہے خدا تعالیٰ کے مامور کی خلیفہ صدر انجمن احمدیہ ہے۔ اور اس کی اطاعت تمام جماعت کے لئے ضروری ہے۔ حضرت مولوی صاحب ہمارے پیر ہیں۔ لیکن

خلیفہ صدر انجمن احمدیہ ہے

جس کے وہ صدر ہیں۔ لیکن ان کی یہ تقریریں اب ان کے لئے فائدہ بخش نہیں ہو سکتی تھیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد سب سے پہلے انہی لوگوں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں درخواست کی تھی۔ کہ آپ خلافت کے بوجھ کو اٹھائیں۔ اور پھر انہی لوگوں نے

یہ اعلان کیا

جو اس وقت کے اخبارات میں بھی شائع ہوا کہ "مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں۔ کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقیٰ ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں۔ اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے شعر سے

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پُر از نور یقیں بودے

ظاہر ہے کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

اس اعلان کے بعد وہ جماعت جو صداقت کی شیدا تھی۔ جس نے بڑی بڑی قربانیوں اور اپنے رشتہ داروں کو خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑنے کے بعد ایمان کی دولت حاصل کی تھی۔ کب ان لوگوں کی باتوں سے متاثر ہو سکتی تھی۔ چنانچہ جتنا زیادہ یہ لوگ اس بات کو دہراتے کہ خدا تعالیٰ کے مامور کی مقرر کردہ خلیفہ اور جانشین صدر انجمن احمدیہ ہے۔ اتنا ہی زیادہ جماعت میں جوش پیدا ہوتا چلا جاتا۔ کیونکہ وہ حیران تھی۔ کہ پہلے انہی لوگوں نے یہ کہا تھا کہ

خلافت کا انتخاب الوصیت کے مطابق ہے

اور اب یہی کہہ رہے ہیں۔ کہ اصل جانشین اور خلیفہ صدر انجمن احمدیہ ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھ پہلے ہی کاٹ کر رکھ دیئے تھے۔ ممکن ہے اگر انہوں نے یہ اعلان نہ کیا ہوا ہوتا۔ تو جماعت کو ان کی تقریروں کی وجہ سے ٹھوکر لگ جاتی مگر چونکہ یہ لوگ خود ایک اعلان شائع کر چکے تھے۔ اس لئے اب جو اس کے خلاف انہوں نے تقریریں کیں۔ تو لوگوں میں جوش پیدا ہوا۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ ان کی اصل غرض حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو خلافت سے جواب دینا ہے۔ اور ان کی نیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی تعلیم کو جماعت میں قائم کرنا نہیں بلکہ فتنہ و فساد اور تفرقہ پیدا کرنا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انبیاء جب وفات پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے بعد نشان کے طور پر خلافت کو قائم کیا کرتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ جس طرح اس نے نبی کی شخصی زندگی کو الہام سے شروع کیا۔ اسی طرح وہ اس کی قومی زندگی کو بھی الہام سے شروع کرے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی نبی فوت ہوتا ہے۔ تو

خدا تعالیٰ کا مخفی الہام

قوم کے دلوں کو اس زندگی کی تفصیلات کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد بھی ان لوگوں کے دل اس قدر مرعوب اور خائف ہو گئے تھے۔ کہ اس وقت یہ یقینی طور پر سمجھتے تھے۔ کہ اب کسی خلیفہ کے بغیر جماعت کا اتحاد اور اس کی ترقی ناممکن ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ یوں مونہہ سے ان لوگوں کا اپنے آپ کو یا صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ اور جانشین کہنا اور بات ہے سوال تو یہ ہے کہ انجمن کے یہ ممبر جو اپنے آپکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ اور جانشین قرار دیتے تھے۔ وہ دل گردہ کہاں سے لاتے۔ جو خداوند تعالیٰ کے خلیفہ کے لئے ضروری ہے۔ مونہہ سے تو ہر شخص جو جی چاہے دعوے کر سکتا ہے۔ خواہ حقیقت اس کے اندر کوئی ہو یا نہ ہو۔ کہتے ہیں کوئی شخص تھا جسے

بہادری کا بہت بڑا دعویٰ

تھا۔ ایک دفعہ اس نے اپنی بہادری کے نشان کے طور پر اپنے بازو پر شیر گودانا چاہا۔ وہ گودنے والے کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا۔ میرے بازو پر شیر گود دو۔ اس نے کہا بہت اچھا اور یہ کہہ کر اس نے سوئی جو ماری تو اسے درد ہوا اور کہنے لگا یہ کیا کرنے لگے ہو۔ اس نے کہا شیر گودنے لگا ہوں۔ وہ کہنے لگا شیر کا کونسا حصہ۔ اس نے بتایا کہ دایاں کان۔ اس نے کہا اگر دایاں کان نہ ہو تو شیر رہتا ہے یا نہیں۔ وہ کہنے لگا رہتا کیوں نہیں۔ اس نے کہا اچھا تو پھر اس دائیں کان کو چھوڑ دو۔ اور آگے گودو۔ اس نے پھر دوسرا کان بنانے کے لئے سوئی ماری۔ تو اسے پھر درد ہوا۔ اور یہ پھر چلا کر کہنے لگا اسے چھوڑ دو۔ اور آگے چلو۔ اس نے اسے بھی چھوڑا۔ اس کے بعد جس کسی عضو کے بنانے کے لئے وہ سوئی مارتا۔ تو یہ شخص چلا کر اسے منع کر دیتا۔ آخر گودنے والے نے سوئی رکھ دی۔ اور جب اس نے پوچھا۔ کہ کام کیوں نہیں کرتے۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ میں کان گودنے لگا۔ تو تم نے کہا اس کو چھوڑ دو۔ سر گودنے لگا تو تم نے کہا اس کو چھوڑ دو۔ مونہہ گودنے لگا۔ تو تم نے کہا اس کو چھوڑ دو۔ پیٹھ گودنے لگا تو تم نے کہا اس کو چھوڑ دو۔ ٹانگیں گودنے لگا تو تم نے کہا اس کو چھوڑ دو۔ جب تمام چیزیں میں نے چھوڑتے ہی چلے جانا ہے۔ تو شیر کا باقی کیا رہ گیا۔

تو مونہہ سے دعوے کرنا اور بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے طاقت اور قوت کا ملنا بالکل اور بات۔ جو شخص خدا تعالیٰ کا سچا خلیفہ تھا وہ تو دلیر اور بہادر تھا۔ اور ان لوگوں کا یہ حال تھا۔ کہ قدم قدم پر ان لوگوں کے دل ڈرتے تھے۔ ایک طرف انہیں یہ ڈر تھا کہ جماعت میں ہمارے خلاف کوئی جوش پیدا نہ ہو جائے۔ دوسری طرف یہ ڈر تھا کہ کہیں حضرت خلیفہ اول ان سے ناراض نہ ہو جائیں

تیسری طرف وہ اس بات سے بھی ڈرتے تھے۔ کہ کہیں اس کے نتیجہ میں یہ تو نہیں ہوگا۔ کہ نہ ہم ادھر کے رہیں۔ نہ اُدھر کے۔ اور نہ احمدی رہیں۔ نہ غیر احمدی۔ غرض بات بات پر ان کا دل ڈرتا تھا۔ کیونکہ ان کے دل میں خدا نہیں بول رہا تھا۔ بلکہ نفسانی خواہشات جوش مار رہی تھیں۔ اور نفسانی خواہشات حوصلے بڑھایا نہیں کرتیں۔ بلکہ حوصلوں کو پست کیا کرتی ہیں۔ گویا ان لوگوں کی جرأت اور پھر خلافت کے دعوے کی مثال ایسی ہی تھی۔ جیسے بنیا جب کسی سے لڑتا ہے۔ تو پنسیری اٹھا کر کہتا ہے۔ میں یہ مار کر تیرا سر پھوڑ دوں گا۔ مگر یہ کہنے کے ساتھ ہی بجائے اس کے کہ وہ دو قدم آگے بڑھے۔ دو قدم پیچھے کود کر چلا جاتا ہے جس سے صاف پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ جب اس نے یہ کہا۔ کہ میں پنسیری مار کر تیرا سر پھوڑ دونگا۔ تو اس وقت اس کا دل نہیں بول رہا تھا۔ بلکہ صرف زبان بول رہی تھی۔ ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو کوئی یہ کہے۔ کہ میں مار کر تیرا سر پھوڑ دوں گا۔ اور دوسری طرف وہ بجائے آگے بڑھنے کے کود کر دو قدم پیچھے چلا جائے۔

اسی طرح یہ لوگ بھی ایک طرف تو یہ کہتے تھے۔ کہ ہم خلیفہ ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدر انجمن احمدیہ کو ہی اپنا جانشین قرار دیا ہے اور دوسری طرف ڈرتے تھے۔ کہ خبر نہیں کہیں جماعت ناراض نہ ہو جائے۔ کہیں حضرت مولوی صاحب رضؓ ہم پر ناراضگی کا اظہار نہ کر دیں۔ کہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی کوئی ایسے سامان نہ ہو جائیں جو ہمیں اپنی کوششوں میں ناکام و نامراد کر دیں غرض قدم قدم پر ان لوگوں کو خوف و ہراس نے گھیر رکھا تھا۔ مگر بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد ان لوگوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت کی۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ان لوگوں نے اخبارات سلسلہ میں ایک اعلان شائع کرایا جس میں لکھا کہ ہم نے

الوصیت کی ہدایات کے مطابق خلافت کا انتخاب

کیا ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ کی بیعت پر ابھی تھوڑے دن ہی گزرے تھے۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کے سامنے مجھ سے سوال کیا۔ کہ میاں صاحب خلافت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ میں نے کہا۔ آپ کا اس سوال سے کیا منشا ہے۔ کہنے لگے۔ یہی کہ

خلیفہ کے کیا اختیارات ہیں

میں نے کہا۔ خواجہ صاحب وہ دن گئے۔ اب اختیارات کے فیصلہ کا کوئی وقت نہیں۔ اختیارات کے فیصلے کا وقت وہ تھا۔ جب ہم نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ابھی بیعت نہیں کی تھی۔ مگر جب ہم نے آپ کی بیعت کر لی۔ تو اب بیعت کرنے کے بعد ہمارا کیا حق ہے۔ کہ ہم خلیفہ کے اختیارات پر بحث کریں جب خلافت کا انتخاب عمل میں آگیا ہے اور اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ کون شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانشین بننے کا اہل ہے۔ تو اس کے بعد ہمارا یہی کام ہے۔ کہ ہم آپ کی اطاعت کریں۔ یہ کام نہیں۔ کہ ہم آپ کے اختیارات پر بحث کریں۔

میرے اس جواب پر انہوں نے فوراً اپنی بات کا رُخ بدل لیا۔ اور کہا۔ کہ بات تو ٹھیک ہے۔ میں نے تو یونہی علمی طور پر یہ بات دریافت کی تھی۔ اور ترکوں کی خلافت کا حوالہ دے کر کہا۔ کہ چونکہ آج کل لوگوں میں اس کے متعلق بحث شروع ہے۔ اس لئے میں نے بھی آپ سے اس کا ذکر کر دیا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آپ کی کیا رائے ہے اور اس پر ہماری گفتگو ختم ہو گئی۔ لیکن بہر حال اس سے مجھ پر ان کا عندیہ ظاہر ہو گیا۔ اور میں نے سمجھ لیا۔ کہ ان لوگوں کے دلوں میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا کوئی ادب اور احترام نہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح خلافت کے اس طریق کو مٹا دیں۔ جو ہمارے سلسلہ میں جاری ہوا ہے۔

پس اصل اختلاف یہاں سے شروع ہوا۔ مگر جب انہوں نے محسوس کیا۔ کہ جماعت نے چونکہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہوئی ہے۔ اور اس وجہ سے اسے بیعت سے منحرف کرنا آسان کام نہیں تو انہوں نے

دوسرا قدم

یہ اٹھایا کہ لوگوں میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ تو بڑے بزرگ انسان ہیں۔ ان سے جماعت کو کوئی خطرہ نہیں ہاں اگر کل کو کوئی بچہ خلیفہ ہو گیا۔ تو پھر کیا ہوگا۔ اور اس بچہ سے مراد میں تھا۔ مگر مجھے اس وقت اس بات کا کوئی علم نہیں تھا۔

جماعت میں جب یہ اختلاف پیدا ہو گیا کہ کچھ لوگ تو یہ کہنے لگے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقرر کردہ جانشین انجمن ہے۔ اور کچھ اس پر اعتراض کرنے لگے۔ تو میر محمد اسحاق صاحب نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

بعض سوالات

لکھ کر پیش کئے۔ جن میں خلافت کے مسئلہ پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی گئی تھی مگر مجھے ان سوالات کا کوئی علم نہیں تھا۔ اسی دوران میں میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا مکان ہے۔ اور اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ تو مکمل ہے اور دوسرا نامکمل ہے۔ نامکمل حصے پر چھت پڑ رہی ہے۔ بالے رکھے ہوئے ہیں۔ مگر ابھی اینٹیں یا تختیاں رکھ کر مٹی ڈالنی باقی ہے۔ رؤیا میں میں نے دیکھا۔ کہ چھت کے ننگے حصہ پر ہم چار پانچ آدمی کھڑے ہیں۔ اور عمارت دیکھ رہے ہیں۔ انہی میں ایک میر محمد اسحاق صاحب بھی ہیں اور وہ بھی ہمارے ساتھ مل کر عمارت دیکھ رہے ہیں۔ کہ وہاں کڑیوں پر ہمیں کچھ بھوسہ پڑا ہوا دکھائی دیا۔ میر محمد اسحاق صاحب کے ہاتھ میں ایک دیا سلائی کی ڈبیہ تھی انہوں نے اس میں سے ایک دیا سلائی نکال کر کہا میرا دل چاہتا ہے۔ کہ میں اس بھُس کو جلا دوں۔ میں نے انہیں کہا یہ بھوسہ جلایا تو جائیگا ہی مگر ابھی وقت نہیں آیا۔ آپ اس بھوسے کو مت جلائیں۔ کڑیاں ابھی ننگی ہیں ایسا نہ ہو۔ کہ بھُس کے ساتھ ہی بعض کڑیوں کو بھی آگ لگ جائے۔ مگر وہ پھر کہتے ہیں میرا دل چاہتا ہے۔ کہ میں اس بھُس کو جلا دوں۔ میں پھر انہیں روکتا ہوں اور کہتا ہوں ایسا نہ کرنا اس پر وہ پھر کہنے لگے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس بھس کو ضرور آگ لگا دوں۔ مگر میں نے پھر انہیں روکا اور یہ سمجھ کر کہ اب میر صاحب اس بھس کو آگ نہیں لگائیں گے۔ دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔ لیکن چند ہی لحظہ کے بعد مجھے کچھ شور سا معلوم ہوا میں مڑا۔ پھر کر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میر محمد اسحاق صاحب دیا سلائی کی تیلیاں نکال کر اس کی ڈبیہ سے جلدی جلدی رگڑتے ہیں۔ مگر وہ جلتی نہیں۔ ایک کے بعد دوسری تیلی نکال کر اسے جلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ جلد سے جلد اس بھوسے کو آگ لگا دیں۔ میں دیکھ کر ان کی طرف دوڑا۔ مگر میرے پہنچنے سے پہلے پہلے انہوں نے

بھوسے کو آگ لگا دی

میں یہ دیکھ کر آگ میں کود پڑا۔ اور جلدی سے اسے بجھا دیا۔ مگر اس عرصہ میں چند کڑیوں کے سرے جل گئے۔ میں نے جب یہ رؤیا دیکھا تو حیران ہوا۔ کہ نہ معلوم اس کی کیا تعبیر ہے۔ ان دنوں میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بخاری پڑھا کرتا تھا اور مسجد مبارک کو گلی میں سے جو سیڑھیاں چڑھتی ہیں۔ ان کے پاس ہی آپ دروازہ کے پاس مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔ میں نے ایک خط لکھ کر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ جس میں لکھا۔ کہ رات میں نے یہ

عجیب خواب

دیکھا ہے۔ جو جماعت کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہے منذر۔ مجھے معلوم نہیں۔ اس کی کیا تعبیر ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اس خواب کو پڑھتے ہی میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ خواب تو پوری ہو گئی۔ میں حیران ہوا کہ خواب کس طرح پوری ہو گئی۔

چنانچہ میں نے عرض کیا کہ کس طرح؟ آپ فرمانے لگے۔ میاں تمہیں معلوم نہیں۔ اور یہ کہہ کر کاغذ کی ایک سلپ پر آپ نے لکھا۔ میر محمد اسحٰق نے کچھ سوالات لکھ کر دئیے ہیں۔ وہ سوال میں نے باہر جماعتوں کو بھجوا دئیے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس سے

خوب آگ لگے گی

مجھے اس پر بھی کچھ معلوم نہ ہوا۔ کہ میر محمد اسحٰق صاحب نے کیا سوالات کئے ہیں لیکن میں نے ادب کی وجہ سے دوبارہ آپ سے دریافت نہ کیا۔ البتہ بعد میں شیخ یعقوب علی صاحب اور بعض اور دوستوں سے پوچھا۔ تو انہوں نے اُن سوالات کا مفہوم بتایا۔ بعد میں جب جماعتوں کی طرف سے ان کے جوابات آگئے۔ اور بعض میں نے دیکھے۔ تو اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ سوالات خلافت کے متعلق تھے۔ اور ان میں اس کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی درخواست کی گئی تھی۔ میر صاحب کے ان سوالات کی وجہ سے جو گویا جس میں آگ لگانے کے مترادف تھے۔ جماعت میں ایک شور پیدا ہو گیا اور چاروں طرف سے ان کے جوابات آنے شروع ہو گئے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انہیں یہ تو معلوم ہی ہو گیا تھا کہ جماعت کو بیعت کرنے کے بعد خلافت سے پھرانا سخت مشکل ہے۔ اس لئے اب انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ وہی خیالات (نعوذ باللہ) حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ اور کہتے کہ الحمد للہ فتنہ ابھی ظاہر ہو گیا۔ اور سب کو معلوم ہو گیا۔ کہ ایک بچہ کو خلیفہ بنا کر بعض لوگ جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ ایسے بے نفس آدمی کے وقت میں یہ سوال پیدا ہوا جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ وہ میری ویسی ہی اطاعت کرتا ہے۔ جیسے نبض حرکت قلب کی کرتی ہے۔ ایسے

بے نفس آدمی

کے زمانہ میں اس سوال کا پیدا ہو جانا بڑی بابرکت بات ہے۔ ان کے بعد ہوتا۔ تو نہ معلوم کیا فساد کھڑا ہوتا۔ گویا جماعت کو یہ یقین دلایا جانے لگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل جانشین انجمن ہی ہے اور یہ کہ ان خیالات میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ بھی ان سے متفق ہیں۔ لاہور میں تو خصوصیت سے خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنے مکان پر ایک جلسہ کیا۔ جس میں تمام جماعت لاہور کو بلایا گیا۔ اور لوگوں کو سمجھایا گیا۔ کہ سلسلہ پر یہ ایک ایسا نازک وقت ہے کہ اگر دور اندیشی سے کام نہ لیا گیا۔ تو سلسلہ کی تباہی کا خطرہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل جانشین انجمن ہی ہے اور اگر یہ بات نہ رہی۔ تو جماعت (نعوذ باللہ) تباہ ہو جائے گی۔ اور سب لوگوں سے اس بات پر دستخط لئے گئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق انجمن ہی آپ کی جانشین ہے اور لاہور کی جماعت نے انہی تاثرات کی وجہ سے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے بھی یہی خیالات ہیں۔ اس پر دستخط کر دئیے صرف (اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے)

حکیم محمد حسین صاحب قریشی مرحوم

نے ان کی اس بات کو بالکل رد کر دیا۔ اور کہا کہ ہم تمہارے کہنے سے اس پر دستخط نہیں کر سکتے۔ یہ تمہارے خیالات ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خیالات نہیں۔ اور ہم ایسے محضر نامہ پر دستخط کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہم جب ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ اور وہ ہم سے زیادہ عالم اور زیادہ خشیت اللہ رکھنے والا ہے۔ تو جو کچھ وہ کہے گا۔ وہی ہم کریں گے۔ تمہارے خیالات کی ہم تصدیق نہیں کریں گے۔ چنانچہ ان کی دیکھا دیکھی ایک دو اور دوست بھی رک گئے مگر بہرحال لاہور کی اکثر جماعت نے دستخط کر دیئے۔

آخر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ایک تاریخ مقرر کی۔ جس میں

بیرونی جماعتوں کے نمائندگان

کو بھی بلایا۔ اور ہدایت فرمائی۔ کہ اس دن مختلف جماعتوں کے قائم مقام قادیان میں جمع ہو جائیں۔ تا سب سے اس کے متعلق مشورہ لے لیا جائے۔ چنانچہ لوگ جمع ہوئے۔ اس دن صبح کی نماز کے وقت میں بیت الفکر کے پاس کے دالان میں نماز کے انتظار میں ٹہل رہا تھا۔ مسجد بھری ہوئی تھی۔ اور حضرت خلیفہ اوّل رضہ کی آمد کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ کہ میرے کان میں شیخ رحمت اللہ صاحب کی آواز آئی۔ کہ وہ مسجد میں بڑے جوش سے کہہ رہے ہیں ہم کسی بچہ کی بیعت کس طرح کر لیں۔ ایک بچہ کے لئے جماعت میں فتنہ پیدا کیا جا رہا ہے اور لوگ چاہتے ہیں کہ اسے خلیفہ بنا کر جماعت کو تباہ کر دیں۔ میں اس وقت ان حالات سے اتنا ناواقف تھا۔ کہ میں ان کا یہ فقرہ سن کر سخت حیران ہوا۔ اور میں سوچنے لگا۔ کہ یہ بچے کا ذکر کیا شروع ہو گیا ہے۔ اور وہ کونسا بچہ ہے جسے لوگ خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے متعلق بھی مجھے بعد میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے ہی معلوم ہوا۔ کہ بچہ سے ان کی کیا مراد ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اس روز صبح کی نماز کے بعد میں بھی بعض باتیں لکھ کر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ اور گفتگو کے دوران میں میں نے ذکر کیا۔ کہ خبر نہیں آج مسجد میں کیا باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ شیخ رحمت اللہ صاحب بلند آواز سے کہہ رہے تھے۔

ایک بچہ کی ہم بیعت کس طرح کر لیں

ایک بچہ کی وجہ سے جماعت میں یہ تمام فتنہ ڈالا جا رہا ہے۔ نہ معلوم یہ بچہ کون ہے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ میری اس بات کو سنکر مسکرائے اور فرمانے لگے تمہیں معلوم نہیں وہ بچہ کون ہے۔ وہ تمہیں تو ہو۔

خیر اس کے بعد میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ کے متعلق بھی میں نے ایک رؤیا دیکھا تھا جو حضرت خلیفہ اوّل رضہ کو میں نے سنا دیا تھا۔ اور دراصل یہی رؤیا بیان کرنے کے لئے میں صبح کے وقت حضرت خلیفہ اوّل رضہ کے پاس گیا تھا۔

میں نے رؤیا میں دیکھا کہ مسجد میں جلسہ ہو رہا ہے۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تقریر فرما رہے ہیں۔ مگر آپ اس حصۂ مسجد میں کھڑے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنوایا تھا اس حصۂ مسجد میں کھڑے نہیں ہوئے۔ جو بعد میں جماعت کے چندہ سے بنوایا گیا تھا۔ آپ تقریر مسئلہ خلافت پر فرما رہے ہیں۔ اور میں آپ کے دائیں طرف بیٹھا ہوں۔ آپ کی تقریر کے دوران میں خواب میں ہی مجھے رقت آگئی اور بعد میں کھڑے ہو کر میں نے بھی تقریر کی جس کا خلاصہ قریباً اس رنگ کا تھا۔ کہ آپ کو ان لوگوں نے اعتراض کر کے آپ کو سخت دکھ دیا ہے۔ مگر آپ یقین رکھیں۔ کہ ہم نے آپ کی سچے دل سے بیعت کی ہوئی ہے اور

ہم آپ کے ہمیشہ وفادار رہیں گے

پھر خواب میں ہی مجھے انصار کا وہ واقعہ یاد آگیا۔ جب ان میں سے ایک انصاری نے کھڑے ہو کر کہا تھا۔ کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکے گا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزر جائے اسی رنگ میں میں بھی کہتا ہوں کہ ہم آپ کے وفادار ہیں۔ اور لوگ خواہ کتنی بھی مخالفت کریں۔ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمن آپ کے پاس اس وقت تک نہیں پہنچ سکے گا۔ جب تک وہ ہم پر حملہ کر کے پہلے ہمیں ہلاک نہ کر لے قریباً اسی قسم کا مضمون تھا۔ جو رؤیا میں میں نے اپنی تقریر میں بیان کیا۔ مگر عجیب بات ہے۔ کہ جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تقریر کرنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ تو اس وقت میرے ذہن سے یہ رؤیا بالکل نکل گیا۔ اور بجائے دائیں طرف بیٹھنے کے بائیں طرف بیٹھ گیا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے جب مجھے اپنے بائیں طرف بیٹھے دیکھا تو فرمایا۔

میرے دائیں طرف آبیٹھو

پھر خود ہی فرمانے لگے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں دائیں طرف کیوں بٹھایا ہے۔ میں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں

آپ نے فرمایا۔ نہیں اپنی خواب یاد نہیں رہی۔ تم نے تو خود ہی خواب میں اپنے آپ کو میرے دائیں طرف دیکھا تھا۔

اس وقت تک ان لوگوں نے جماعت پر مسلسل یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کا فیصلہ کیا ہؤا ہے۔ کہ میرے بعد انجمن جانشین ہوگی۔ اور یہ کہ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ بھی اس سے متفق ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا یہ بڑا فضل ہؤا۔ کہ :-

انجمن کی جانشینی کا سوال

ایسے بے نفس آدمی کے زمانہ میں اٹھا آج مولوی صاحب فوراً یہ فیصلہ کر دیں گے کہ اصل خلیفہ انجمن ہی ہے۔ بعد میں اُٹھتا۔ تو نہ معلوم کیا مشکلات پیش آتیں۔ اور اس قسم کے پروپیگنڈا سے ان کی غرض لوگوں کو یہ بتانا تھی۔ کہ حضرت خلیفۂ اول رضؓ اُن کے خیالات سے متفق ہیں۔

بہرحال حضرت خلیفۂ اول رضؓ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے۔ کہ میں اُس حصۂ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہؤا۔ جو تم لوگوں کا بنایا ہؤا ہے۔ بلکہ میں اپنے پیر کی مسجد میں کھڑا ہؤا ہوں۔

لوگوں نے حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جب یہ خیالات معلوم کئے تو گو جماعت کے بہت سے دوست ان کے ہمخیال بن کر آئے ہوئے تھے۔ مگر ان پر اپنی غلطی واضح ہوگئی۔ اور انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ چنانچہ جو لوگ اس جلسہ کے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ وُہ جانتے ہیں۔ کہ وُہ مجلس اُس وقت ایسی ہی معلوم ہوتی تھی جیسے شیعوں کے مرثیہ کی مجالس ہوتی ہیں۔ اس وقت لوگ اتنے کرب اور اتنے درد سے رو رہے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا۔

مسجد ماتم کدہ

بنی ہُوئی ہے۔ اور بعض تو زمین پر لیٹ کر تڑپنے لگ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا۔ یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّا بھی کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وُہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے۔ اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔ آپ کی اس تقریر کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ لوگوں کے دل صاف ہوگئے اور اُن پر واضح ہوگیا۔ کہ خلافت کی کیا اہمیت ہے۔ تقریر کے بعد آپ نے

خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب

کو کہا۔ کہ وُہ دوبارہ بیعت کریں۔ اسی طرح آپ نے فرمایا۔ میں ان لوگوں کے طریق کو بھی پسند نہیں کرتا۔ جنہوں نے خلافت کے قیام کی تائید میں جلسہ کیا ہے اور فرمایا جب ہم نے لوگوں کو جمع کیا تھا۔ تو ان کا کوئی حق نہ تھا۔ کہ وُہ الگ جلسہ کرتے۔ ہم نے ان کو اس کام پر مقرر نہیں کیا تھا۔ پھر جبکہ مجھے خود خدا نے یہ طاقت دی ہے۔ کہ میں اس فتنہ کو مٹا سکوں۔ تو انہوں نے یہ کام خود بخود کیوں کیا۔ چنانچہ

شیخ یعقوب علی صاحب

سے جو اس جلسہ کے بانی تھے۔ انہیں بھی آپ نے فرمایا۔ کہ آپ دوبارہ بیعت کریں۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب سے دوبارہ بیعت لی گئی۔ میں نے اس وقت یہ سمجھ کر کہ یہ عام بیعت ہے اپنا ہاتھ بھی بیعت کے لئے بڑھا دیا۔ مگر حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ کو پرے کر دیا۔ اور فرمایا۔ یہ بات تمہارے متعلق نہیں۔

اس موقعہ پر دو چار سو آدمی جمع تھے اور تمام لوگوں نے یہ واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ مگر ان لوگوں کی دیانت اور ایمانداری کا یہ حال ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے بعد میں لوگوں سے بیان کیا کہ ہم سے جو دوبارہ بیعت لی گئی تھی۔ یہ

بیعت ارشاد

تھی۔ جو پیر اس وقت لیتا ہے جب وُہ اپنے مرید کے اندر اعلےٰ درجہ کے روحانی کمالات دیکھتا ہے۔ گویا حضرت خلیفۂ اول رضؓ نے یہ بیعت اُن کی روحانی ترقی کی بناء پر خاص طور پر اُن سے لی۔ اور یہ بیعت "بیعتِ ارشاد" تھی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہم سے تو بیعتِ ارشاد لی گئی۔ مگر جب میاں نے بھی بیعت کرنی چاہی۔ تو اُن کو ہٹا دیا۔ یہ بالکل ویسی ہی بات ہے جیسے کہتے ہیں۔ کہ کسی انگریز کا کوئی باورچی تھا جو کھانا بہت خراب پکایا کرتا تھا۔ مگر وہ جہاں کہیں بیٹھتا۔ ڈینگیں ہانکنی شروع کر دیتا اور کہتا۔ کہ میں اتنا لذیذ کھانا پکاتا ہوں کہ بس یہی جی چاہتا ہے۔ کہ انسان کھائے چلا جائے۔ ایک دفعہ اس نے اپنے آقا کے لئے کھانا جو پکایا۔ تو وُہ اسے سخت بدمزہ معلوم ہؤا۔ اور اس نے باورچی کو کمرہ کے اندر بلا کر خُوب پیٹیں لگائیں۔ باورچی نے سمجھا۔ کہ اب میں باہر نکلوں گا۔ تو میری بڑی ذلت ہوگی۔ اس لئے کوئی ایسا طریق سوچنا چاہیئے۔ جس سے لوگوں کا ذہن کسی اور طرف منتقل ہو جائے۔ چنانچہ وہ باہر نکلا۔ اور اس نے بڑے زور سے قہقہے لگانے شروع کر دیئے۔ ساتھ ہی وُہ ہاتھ پر ہاتھ مارتا چلا جاتے۔ لوگوں نے پوچھا۔ کیا ہؤا۔ وُہ کہنے لگا۔ کہ آج تو کھانا اتنا لذیذ تھا۔ کہ صاحب ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ اتنا مزیدار کھانا میں نے آجتک کبھی نہیں کھایا۔ گویا انگریز نے تو اُسے چپتیں لگائیں اور اس نے یہ فسانہ بنا لیا۔ کہ انگریز ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا۔ اور کہتا تھا آج خوب کھانا پکایا۔

یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ یہ بھی جب یہاں سے نکلے۔ تو انہوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہم سے تو بیعتِ ارشاد لی گئی تھی۔ جو پیر اپنے مرید سے اس وقت لیتا ہے۔ جب وُہ

اعلےٰ درجہ کی منازلِ رُوحانی

طے کر لیتا ہے۔ اور یہ بیعت ہمیں نصیب ہوئی۔ میاں کو نصیب نہیں ہوئی۔ حالانکہ اول تو یہ بات ہی غلط ہے۔ اور ہر شخص جو واقعات کو جانتا ہے۔ وُہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ بیعتِ ارشاد تھی۔ یا نہیں۔ لیکن اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ یہ بیعتِ ارشاد تھی۔ تو پھر یہ بیعتِ ارشاد تو شیخ یعقوب علی صاحب سے بھی لی گئی تھی۔ ان پر یہ لوگ کیوں ٹوٹے پڑتے تھے۔

بہرحال جلسہ ختم ہؤا۔ اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مگر یہ لوگ جو حضرت خلیفۂ اول رضؓ کی دوبارہ بیعت کر چکے تھے۔ اپنے دلوں میں اور زیادہ منصوبے سوچنے لگے۔ اور انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہماری اس قدر ہتک کی گئی ہے کہ اب ہم قادیان میں نہیں ٹھہر سکتے

ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم

اس وقت ان لوگوں سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو وُہ جماعت کا ایک بہت بڑا ستون سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ میں حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہؤا تھا۔ کہ ڈاکٹر صاحب اس طرح گھبرائے ہُوئے آئے۔ کہ گویا آسمان ٹوٹ پڑا ہے اور آتے ہی سخت گھبراہٹ کی حالت میں حضرت خلیفۂ اول رضؓ سے کہا۔ کہ بڑی خطرناک بات ہوگئی ہے۔ آپ جلدی کوئی فکر کریں۔ حضرت خلیفۂ اول رضؓ نے فرمایا۔ کیا بات ہے انہوں نے کہا۔ مولوی محمد علی صاحب کہہ رہے ہیں کہ میری یہاں سخت ہتک ہوئی ہے اور میں اب قادیان میں نہیں رہ سکتا۔ آپ جلدی سے کسی طرح ان کو منوا لیں ایسا نہ ہو۔ کہ وُہ قادیان سے چلے جائیں۔ حضرت خلیفۂ اول رضؓ نے فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب میری طرف سے مولوی محمد علی صاحب کو جا کر کہدیں۔ کہ اگر انہوں نے کل جانا ہے۔ تو آج ہی قادیان سے تشریف لے جائیں۔ ڈاکٹر صاحب جو سمجھتے تھے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے جانے سے نہ معلوم کیا ہو جائیگا۔ آسمان ہل جائے گا۔ یا زمین لرز جائیگی۔

انہوں نے جب یہ جواب سنا۔ تو ان کے ہوش اڑ گئے۔ اور انہوں نے کہا میرے نزدیک تو پھر بڑا فتنہ ہوگا۔ حضرت خلیفۂ اول رضؓ نے فرمایا ڈاکٹر صاحب میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔

اگر فتنہ ہوگا تو میرے لئے ہوگا

آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ آپ انہیں کہہ دیں۔ کہ وہ قادیان سے جانا چاہتے ہیں۔ توکل کی بجائے آج ہی چلے جائیں۔ غرض اسی طرح یہ فتنہ بڑھتا چلا گیا۔ اور جب انہوں نے دیکھا۔ کہ اس طرح ہماری دال نہیں گلتی۔ تو انہوں نے غیروں میں تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ اور سمجھا کہ عزت اور شہرت کے حاصل کرنے کا یہ ذریعہ زیادہ بہتر ہوگا۔ اس تبلیغ کے سلسلہ میں کہیں انہوں نے نبوت کے مسائل میں ایسا رنگ اختیار کرنا شروع کر دیا۔ جس سے غیر احمدی خوش ہو جائیں کہیں کفر و اسلام کے مسئلہ میں انہوں نے

مداہنت سے کام

لینا شروع کر دیا۔ چنانچہ یہ نبوت اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل ۱۹۱۴ء کے شروع میں پیدا ہوئے ہیں۔ بلکہ ان مسائل نے اصل زور ۱۹۱۴ء و ۱۹۱۵ء میں پکڑا ہے۔ اس سے پہلے ۱۹۰۸ء اور ۱۹۰۹ء میں صرف

خلافت کا جھگڑا

تھا۔ کفر و اسلام اور نبوت وغیرہ کے مسائل باعث اختلاف نہیں تھے۔ اس وقت ان لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ ایک شخص کو خلیفہ مان کر اور اس کی اطاعت کا اقرار کر کے ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ اب کسی طرح اس غلطی کو مٹانا چاہیئے۔ تا جماعت دوبارہ اس کا ارتکاب نہ کرے اس مسئلہ کے متعلق ایک سوال ہے۔ جو ہماری جماعت کے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہنا چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ یہی لوگ جو آج کہتے ہیں۔ کہ الوصیت سے خلافت کا کہیں ثبوت نہیں ملتا۔ ان لوگوں نے

اپنے دستخطوں سے ایک اعلان

شائع کیا ہوا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت انہوں نے کیا۔ اس اعلان میں ان لوگوں نے صاف طور پر لکھا ہوا ہے۔ کہ "مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں۔ اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں۔ کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقیٰ ہیں۔ اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں۔ اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہریک ز امت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہریک پُراز نورِ یقیں بودے

سے ظاہر ہے کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔"

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

پس جماعت کے دوستوں کو ان لوگوں سے

یہ سوال کرنا چاہیئے

اور پوچھنا چاہیئے۔ کہ تم ہمیں "الوصیت" کا وہ حکم دکھاؤ۔ جس کے مطابق تم نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ اس کے جواب میں یا تو وہ یہ کہیں گے کہ ہم نے جھوٹ بولا۔ اور یا کہیں گے کہ الوصیت میں ایسا حکم موجود ہے۔ اور یہ دونوں صورتیں ان کے لئے کھلی شکست ہیں۔ یعنی یا تو وہ یہ کہیں گے کہ ایسا حکم الوصیت میں موجود ہے۔ ایسی صورت میں ہم ان سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ جب الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

نظام خلافت کی تائید

کی ہے۔ تو تم اس انتظام کے کیوں مخالف ہو۔ اور یا پھر یہ کہیں گے۔ کہ ہم نے اس وقت گھبرا کر اور دشمنوں کے حملہ سے ڈر کر حضرت خلیفۂ اول رضؓ کی بیعت کر لی تھی۔ ہمیں معلوم تو یہی تھا۔ کہ صدر انجمن خلیفہ ہے۔ اور ہمیں یقین اسی بات کا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے مامور کی مقرر کردہ جانشین انجمن ہی ہے۔ مگر ہم نے سمجھا دشمن اس وقت زور میں ہے۔ اور وہ احمدیت پر تیر چلا رہا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ان تیروں کے آگے حضرت مولوی صاحب کو کھڑا کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ کھڑے ہو گئے اور جب ہم نے دیکھا کہ امن قائم ہو گیا ہے۔ تو ہم اپنا حصہ لینے کے لئے آگئے جیسے قرآن کریم میں بعض لوگوں کے متعلق آتا ہے۔ کہ جب انہیں جہاد میں شامل ہونے کے لئے کہا جاتا ہے۔ تو وہ بھاگ جاتے ہیں۔ لیکن جب

مسلمانوں کو فتح

ہو جاتی ہے۔ اور وہ مال غنیمت لے کر میدان جنگ سے واپس لوٹتے ہیں۔ تو وہ بھی دوڑ کر ان کے ساتھ آ ملتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم بھی تمہارے ساتھی ہیں۔ ہمیں بھی مال غنیمت میں سے حصہ ملنا چاہیئے۔ بہرحال کوئی صورت ہو ہر حال میں ان کو شکست ہی شکست ہے۔ اگر الوصیت میں خلافت کے متعلق کوئی حکم پایا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ ان لوگوں نے اپنے دستخطوں سے اعلان کیا۔ کہ پایا جاتا ہے۔ تو پھر اس حکم سے ان کا انحراف ان پر حجت قائم کرنے کے لئے کافی ہے اور اگر کوئی حکم نہ پائے جانے کے باوجود انہوں نے حضرت خلیفہ اول رضؓ کو آگے کر دیا۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ جب حملے کا وقت تھا۔ اس وقت تو یہ پیچھے بیٹھے رہے۔ مگر جب حملے کا وقت گزر گیا۔ اور امن قائم ہو گیا۔ تو اس وقت یہ لوگ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہمیں بھی مال غنیمت میں سے حصہ ملنا چاہیئے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ اسی کو عزت دیتا ہے۔ جو

قربانیوں کے میدان میں

بھی آگے سے آگے قدم بڑھاتا ہے۔ مگر ان لوگوں نے قربانیوں میں تو کوئی حصہ نہ لیا۔ اور خدا تعالےٰ کی دی ہوئی عزت کے حصے بخرے کرنے میں مشغول ہو گئے۔

یہ سوال ہے جو بار بار ان لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ اور ان سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ وہ بتائیں الوصیت میں وہ کونسے الفاظ ہیں۔ جن کے مطابق حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر کے ان کی بیعت کی گئی تھی اور جس کے ماتحت حضرت خلیفۂ اول رضؓ کی اطاعت ویسی ہی ضروری تھی جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت ضروری تھی۔ کیونکہ اس اعلان میں یہ بھی درج ہے۔ کہ حضرت مولوی صاحب کا فرمان ہمارے لئے آئندہ ایسا ہی ہوگا جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہوا کرتا تھا۔ پس ان سے پوچھنا چاہیئے کہ

"الوصیت" کے ہمیں وہ الفاظ دکھلائیں

اور پھر ان سے یہ پوچھنا چاہیئے۔ کہ اب ہمیں "الوصیت" سے وہ دوسرے احکام دکھاؤ جن میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ حضرت خلیفۂ اول کے بعد پہلا حکم منسوخ ہو جائیگا

دوسری بات جو ان کے سامنے پیش کرنی چاہیئے اور جس کے متعلق ان کا دعوےٰ بھی سب سے زیادہ ہے وہ

قرآن شریف کا ترجمہ

ہے۔ ان لوگوں کو ہمارے مقابلہ میں سب سے زیادہ اگر کسی بات کا دعوےٰ ہے تو وہ یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے۔ حالانکہ قرآن کا یہ ترجمہ انجمن کے روپیہ اور ان تنخواہوں کو وصول کر کے کیا گیا ہے۔ جو سلسلہ کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب کو دی جاتی تھیں۔ پھر سلسلہ کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب کو صرف تنخواہ ہی نہیں ملتی تھی۔ بلکہ

پہاڑ پر جانے کے اخراجات

بھی انہیں ملتے تھے۔ اور پھر تنخواہ اور پہاڑ پر جانے کے اخراجات ہی مولوی محمد علی صاحب کو نہیں دیئے جاتے تھے بلکہ ہزاروں روپیہ کی کتب بھی سلسلہ کی طرف سے ان کو منگا کر دی گئیں۔ تاکہ وہ ان کی مدد سے ترجمہ تیار کر سکیں۔ اور جیسا کہ اس وقت کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے ترجمہ اور قرآن کریم کے نوٹس قریباً مکمل ہو چکے تھے۔ کیونکہ اسکی

اشاعت کے لئے چندہ کی تحریک

شروع کردی گئی تھی۔ پس قریباً تمام کا تمام ترجمہ اور تفسیر وہی ہے۔ جو صدر انجمن احمدیہ سے کئی سال تک تنخواہیں وصول کرنے اور ہزاروں روپیہ کتب پر صرف کرلنے کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے کیا۔ بعد میں سوائے اس کے کہ انہوں نے کچھ پالش کردی ہو۔ اور کچھ نہیں کیا۔ ترجمہ اور تفسیر کا کام درحقیقت حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی ختم ہو چکا تھا۔ بعد میں صرف چند مہینے انہوں نے کام کیا ہے۔ شاید دو یا چار مہینے ورنہ اصل کام جس قدر تھا۔ وہ اس سے پہلے ختم ہو چکا تھا۔ اور چار سال تک مولوی محمد علی صاحب کو اس کے عوض صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے تنخواہ ملتی رہی تھی۔ پس یہ ترجمہ صدر انجمن احمدیہ کا تھا۔ اور صدر انجمن احمدیہ ہی اس کی مالک تھی۔ مگر اب یہ ترجمہ

مولوی محمد علی صاحب کی ذاتی ملکیت

بن چکا ہے۔ اور اس کی آمد میں سے نہ صرف ان کو حصہ ملتا ہے۔ بلکہ ثلث مد انہوں نے اپنے بیوی بچوں کے حق میں بھی اس کی وصیت کردی ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ سلسلہ کے ایک مال پر تصرف کرنے کا مولوی محمد علی صاحب کو کہاں سے حق حاصل ہو گیا۔ اور یہ کہاں کا تقویٰ ہے۔ کہ ایک ترجمہ وہ صدر انجمن احمدیہ سے سالہا سال تک تنخواہ وصول کرکے کریں۔ اور پھر وہ ان کی ذاتی ملکیت بن جائے۔ وہ ہم پر ہزار ہا قسم کے اعتراضات کرتے ہیں۔ وہ ہماری مخفی زندگی کے عیوب بھی تلاش کرکرکے لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ جو بات ہم پیش کررہے ہیں۔ وہ تو بالکل کھلی اور واضح ہے۔ وہ کسی کی مخفی زندگی کے متعلق نہیں۔ بلکہ ایک ایسی بات ہے۔ جو رجسٹروں میں آچکی ہے جو پبلک کے سامنے پیش ہو چکی ہے۔ پس وہ بتائیں کہ سلسلہ احمدیہ نے ترجمۂ قرآن پر اپنا جو روپیہ خرچ کیا تھا۔ اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کو یہ کہاں سے حق حاصل تھا۔ کہ وہ اس کو اپنی ذاتی جائیداد تصور کرلیتے۔

بعض پیغامی اس کا یہ جواب دیا کرتے ہیں۔ کہ اس روپیہ میں جو مولوی محمد علی صاحب کو بطور تنخواہ ملا کرتا تھا۔ ہمارا چندہ بھی شامل تھا۔ اور اس وجہ سے ہم نے علیحدگی پر ضروری سمجھا کہ اپنے چندہ کے معاوضہ کے طور پر ترجمۂ قرآن کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ کیونکہ جو روپیہ اس پر خرچ ہوا۔ اس میں ہمارا بھی حصہ تھا۔ حالانکہ اول تو اصولاً یہ بات ہی غلط ہے۔ کہ جس کے ہاتھ کوئی چیز لگے۔ وہ اس بہانہ کی آڑ لے کر اسے ہتیا لے کہ چونکہ میں بھی چندہ دیا کرتا تھا۔ اس لئے میرے لئے جائز ہے۔ کہ میں یہ چیز اپنے گھر لے جاؤں۔ لیکن اگر یہ اصول درست ہے۔ تو کیا وہ پسند کریں گے۔ کہ جو لوگ ان میں سے نکل کر ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ اور جو اس زمانہ میں جب کہ وہ ان کے ساتھ شامل تھے انہیں سینکڑوں روپے بطور چندہ دیتے رہے ہیں۔ وہ اب ان کی انجمن کی چیزیں اٹھا کر لے آئیں۔ اور دلیل یہ دیں کہ چونکہ ہم غیر مبائعین کو ایک زمانہ میں کافی چندہ دیتے رہے ہیں۔ اور ان چیزوں پر ہمارا چندہ بھی خرچ ہوا ہے اس لئے ہمیں حق حاصل ہے۔ کہ ان میں سے ہمیں جو چیز پسند آئے وہ اٹھا لے جائیں۔ مثلاً لاہور میں ہی پندرہ بیس احمدی غیر مبائعین میں سے نکل کر ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں۔ میں نے ایک پچھلے خطبہ میں ہی ان میں سے بعض کے نام بھی لئے تھے۔ جیسے ملک غلام محمد صاحب ہیں۔ اسی طرح ملک غلام محمد صاحب کے تین جوان لڑکے ان کے ساتھ شامل رہے ہیں۔ پھر ڈاکٹر غلام حیدر صاحب بھی انہی لوگوں میں سے نکل کر ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ جو

غیر مبائعین کو کافی چندہ دیتے رہے ہیں

پس کیا یہ جائز ہوگا۔ کہ یہ لوگ غیر مبائعین کی انجمن کے دفتر میں سے چیزیں اٹھا کر لے آئیں۔ اگر وہ اسے جائز تسلیم نہیں کریں گے۔ تو ان کی یہ دلیل کیونکر معقول سمجھی جا سکتی ہے۔ کہ چونکہ اس ترجمۂ قرآن میں ہمارے چندہ کا روپیہ بھی شامل تھا۔ اس لئے اگر ترجمہ ہم اپنے ساتھ لے آئے تو کیا برا ہوا۔ مجھے یاد ہے مولوی محمد علی صاحب جس وقت ترجمۂ قرآن اور کئی ہزاروں روپیہ کا سامان کتب وغیرہ کی شکل میں ساتھ لے کر قادیان سے گئے۔ تو اس وقت قاضی امیر حسین صاحب مرحوم تو اس قدر جوش کی حالت میں تھے کہ وہ بار بار پنجابی میں کہتے تھے۔ "نیکبختو ایہہ سلسلہ دا مال لئے چلیا ہے میں سچ کہنداں ہاں اس نے پھر مڑ کے نہیں آناں"۔ اور میں انہیں جواب دیتا تھا۔ کہ قاضی صاحب اگر یہ لے جاتے ہیں تو لے جانے دیں آپ کو اس موقعہ پر صبر سے کام لینا چاہئے اور انہیں یہ ترجمہ اور سامان وغیرہ اپنے ساتھ لے جانے سے نہیں روکنا چاہئے کیونکہ اگر ہم نے کہا کہ ترجمہ اور کتابیں وغیرہ اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔ تو یہ ساری دنیا میں شور مچاتے پھریں گے۔ کہ انہوں نے قرآن کریم کے ترجمہ میں روک ڈالی پس کتابوں اور ترجمہ وغیرہ کا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ چیزیں پھر دے دیگا لیکن اس وقت اگر ہم نے ان کو روکا تو یہ سارے جہاں میں ہمیں یہ کہہ کر بدنام کرتے رہیں گے۔ کہ انہوں نے قرآن کے ترجمہ میں روک ڈالی۔ پھر میں نے انہیں وہ مثال دی جو حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے کہ ایک بیوہ عورت تھی۔ مگر تھی بڑی محنتی۔ ہمیشہ چرخہ کاتتی اور چرخہ کات کات کر گذارہ کرتی۔ ایک دفعہ اس نے کئی سال تک محنت مزدوری کرنے اور تھوڑا تھوڑا روپیہ پیسہ جمع کرنے کے بعد سونے کے کنگن بنوائے اور اپنے ہاتھوں میں پہن لئے کچھ دنوں کے بعد اس کے مکان میں رات کے وقت کوئی چور آگیا اور اس نے اس عورت کو مار پیٹ کر اور ڈرا دھمکا کر اس کے کنگن اتار لئے۔ اور چھین کر چلا گیا وہ کنگن چونکہ اس عورت نے کئی سال کی محنت مزدوری کے بعد پیسہ پیسہ جمع کرکے بنوائے تھے۔ اس لئے وہ چور اسے بھولتا نہیں تھا۔ اور ہر وقت آنکھوں کے سامنے اس کی شکل پھرتی رہتی تھی۔ اس کے بعد پانچ سات سال کا عرصہ اور گذر گیا۔ اور اس عورت نے پھر تھوڑا تھوڑا جمع کرکرکے سونے کے کنگن بنوا لئے۔ ایک دن وہ اسی طرح چرخہ کات رہی تھی۔ کہ اس نے پھر اسی چور کو کہیں پاس سے گذرتے دیکھا۔ اس نے ایک لنگوٹی باندھی ہوئی تھی۔ اور کسی کام کے لئے جارہا تھا۔ عورت نے جونہی اسے دیکھا۔ آواز دے کر اسے کہنے لگی۔ بھائی ذرا بات سن جانا۔ اس نے خیال کیا کہ کہیں یہ مجھے پولیس کے سپرد نہ کرادے اس لئے اس نے تیز تیز قدم اٹھا کر وہاں سے غائب ہو جانا چاہا۔ اس پر اس عورت نے پھر اسے آواز دی۔ اور کہا بھائی میں کسی سے نہیں کہتی تم میری ایک بات سن جاؤ۔ چنانچہ وہ شخص آگیا۔ عورت اپنا ہاتھ نکال کر اسے کہنے لگی۔ دیکھ لو ان ہاتھوں میں تو پھر سونے کے کنگن پڑ گئے ہیں۔ اور تمہارے جسم پر کنگن چرا کر بھی لنگوٹی کی لنگوٹی ہی رہی۔ تو میں نے کہا قاضی صاحب آپ گھبرائیں نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے اور بہت کچھ دے گا

لیکن آپ سمجھ لیں۔ کہ ہم کتنے خطرناک الزام کے نیچے آسکتے ہیں۔ اگر ہم انہیں یہ سامان لے جانے سے روک دیں۔ کل کو لوگوں میں یہ کہتے پھرینگے کہ صرف دو مہینے کے لئے ترجمۂ قرآن کرنے کی خاطر میں یہ کتابیں اور سامان اپنے ساتھ لے چلا تھا۔ مگر ان لوگوں نے دو مہینہ کے لئے بھی یہ چیزیں نہ دیں اور اس طرح ترجمۂ قرآن میں انہوں نے روک ڈالی۔ پس اگر ہم یہ سامان لے جانے سے انہیں روکیں گے۔ تو ساری عمر کے لئے ہماری پیشانی پر داغ لگ جائیگا۔

اور اگر مولوی صاحب ان چیزوں کو واپس نہیں کریں گے۔ تو وہ الزام کے نیچے آ جائیں گے۔ اور اللہ تعالے اپنے فضل سے ہمیں اور سامان دے دیگا۔

تو قاضی صاحب کو اس موقعہ پر بڑا طیش آیا۔ مگر میں نے انہیں سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا۔ لیکن بات ان کی ٹھیک نکلی کہ وہ کئی ہزار روپیہ کا سامان ترجمۂ قرآن کے نام سے اپنے ساتھ لے گئے پس اگر یہ اصول درست ہے۔ کہ چونکہ چندہ میں ان کا بھی حصہ تھا۔ اس لئے انہیں اس بات کا حق حاصل تھا۔ کہ وہ ترجمہ قرآن اور دوسرا سامان اپنے ساتھ لے جاتے۔ تو پھر وہ اس بات کی ہمیں بھی اجازت دے دیں۔ تا ہماری جماعت کے وہ دوست جو ان میں سے نکل کر ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں۔ اور جو انہیں ایک لمبے عرصہ تک چندے دیتے رہے ہیں۔ وہ ان کی انجمن کی چیزیں اٹھا اٹھا کر لے آئیں۔ چونکہ ان چیزوں کی تیاری میں ان کے چندہ کا بھی دخل ہے۔ اور اگر وہ اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔ تو دنیا جان لے گی۔ کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے وہ غلط ہے۔ اور انہیں اس بات کا قطعاً کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ کہ وہ انجمن کی کسی چیز کو اس طرح لے جاتے۔ اور اگر وہ اس بات کو جائز سمجھتے ہیں۔ تو اس کا اعلان کر دیں۔ میں ان لوگوں کی ایک لسٹ پیش کر دوں گا جو ان میں سے نکل کر ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔ اور کافی رقوم انہیں چندے میں دیتے رہے ہیں۔ میں ان تمام کو

ایک وفد کی صورت میں

ان کے پاس بھیجنے کے لئے تیار رہوں وہ اپنی انجمن کے دروازے ان کے لئے کھول دیں۔ تا کہ وہ جس چیز کو اپنے لئے ضروری سمجھیں اٹھالیں۔ کیونکہ ان کے چندہ میں وہ بھی حصہ دار رہ چکے ہیں۔ لیکن اگر وہ اس بات کے لئے تیار نہیں تو پھر ان کا یہ کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ کہ چونکہ ہمارے چندے بھی قادیان میں آتے رہتے۔ اس لئے ہم اپنے چندہ کے عوض ترجمہ قرآن اور دوسرا سامان لے

آئے۔

پھر میں کہتا ہوں ایک منٹ کے لئے اگر اس بات کو فرض بھی کر لیا جائے کہ اس وجہ سے سلسلہ کا ایک مال اپنے قبضہ میں کر لینا ان کے لئے جائز تھا۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ یہ مال تو سلسلہ کا تھا مولوی محمد علی صاحب کو اس بات کی کس نے اجازت دی۔ کہ وہ اس مال کو اپنی ذاتی جائداد قرار دے لیں۔ مان لیا کہ وہ ترجمۂ قرآن اور کتب وغیرہ اس چندہ کے بدلہ میں لے گئے۔ جو شیخ رحمت اللہ صاحب دیا کرتے تھے۔ مان لیا۔ کہ وہ ترجمہ قرآن اور کتب وغیرہ اس چندہ کے بدلہ میں لے گئے۔ جو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب دیا کرتے تھے۔ مان لیا کہ وہ ترجمہ قرآن اور کتب وغیرہ اس چندہ کے بدلہ میں لے گئے۔ جو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب دیا کرتے تھے۔ ہم نے ان تمام باتوں کو تسلیم کر لیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ دنیا کا وہ کونسا قانون ہے۔ جس کے مطابق قوم کے چندہ اور قوم کے روپیہ سے تیار ہونے والی چیز

مولوی محمد علی صاحب کی ذاتی ملکیت

بن جائے۔ یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک شخص باغ سے انگور کا ٹوکرا اٹھا کر گھر کو لئے جا رہا تھا۔ کہ باغ کے مالک کی اس پر نظر پڑ گئی۔ اور اس نے پوچھا۔ کہ تم میرے باغ سے انگور توڑ کر اور ٹوکرے میں بھر کر کس کی اجازت سے اپنے گھر لئے جا رہے ہو۔ وہ کہنے لگا پہلے میری بات سن لیجئے اور پھر اگر کوئی الزام مجھ پر عائد ہو سکتا ہو تو بے شک مجھ پر عائد کیجئے۔ مالک آدمی تھا شریف۔ اس نے کہا بہت اچھا پہلے اپنی بات سناؤ وہ کہنے لگا بات یہ ہے۔ کہ میں راستہ پر چلا جا رہا تھا۔ کہ ایک بگولا آیا۔ اور اس نے اڑا کر مجھے آپ کے باغ میں لا ڈالا۔ اب بتائیے اس میں میرا کوئی قصور ہے۔ مالک بہت رحم دل تھا اس نے کہا اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ

مجھے تم سے ہمدردی ہے

وہ کہنے لگا۔ آگے سنئیے۔ اتفاق یہ ہوا۔ کہ جہاں میں گرا۔ وہاں جا بجا انگوروں کی بیلیں لگی ہوئی تھیں۔ ایسے وقت میں آپ جانتے ہیں۔ کہ انسان اپنی جان بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارا کرتا ہے۔ میں نے بھی ہاتھ پاؤں مارے اور انگوروں نے گرنا شروع کر دیا۔ بتائیے اس میں میرا کوئی قصور ہے۔ وہ کہنے لگا قصور کیسا اگر تمہاری جان بچانے کے لئے میرا سارا باغ بھی اجڑ جاتا۔ تو مجھے اس کی کوئی پروا نہ ہوتی۔ پھر وہ کہنے لگا کہ جب انگور گرنے لگے تو نیچے ایک ٹوکرا پڑا تھا۔ انگور ایک ایک کر کے اس ٹوکرے میں اکٹھے ہو گئے۔ فرمائیے اس میں میرا کیا قصور ہے۔ مالک نے کہا یہ تم عجیب بات کہتے ہو۔ میں نے مانا کہ بگولا تمہیں اڑا کر میرے باغ میں لے گیا۔ میں نے مانا کہ تم ایسی جگہ گرے جہاں انگور کی بیلیں تھیں میں نے مانا۔ کہ

تم نے اپنی جان بچانے کے لئے

ہاتھ پاؤں مارے تو انگور گرنے لگے۔ میں نے مانا۔ کہ اس وقت وہاں کوئی ٹوکرا پڑا تھا۔ جس میں انگور اکٹھے ہوتے چلے گئے۔ مگر تمہیں یہ کس نے کہا تھا۔ کہ ٹوکرا سر پر اٹھا کر اپنے گھر کی طرف لے جاؤ۔ وہ کہنے لگا بس یہی بات میں بھی سوچتا آ رہا تھا۔ کہ یہ کیا ہو گیا۔ تو میں نے مان لیا۔ کہ یہ لوگ چندے دیا کرتے تھے۔ میں نے مان لیا۔ کہ ان چندوں کی وجہ سے ان لوگوں کو اس بات کا حق حاصل تھا۔ کہ انجمن کی ایک چیز کو غاصبانہ طور پر اپنے ساتھ لے جائیں۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ میں وہ ترجمہ دے کر انہیں یہ کس نے کہا تھا۔ کہ وہ اسے اپنے گھر لے جائیں۔ اگر

ترجمۂ قرآن کی تمام آمد

انجمن اشاعت اسلام لاہور کے کاموں پر خرچ ہوتی۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو اس سے ایک حبہ بھی نہ ملتا۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ یہ انجمن کی چیز تھی۔ اور انجمن کے پاس ہی رہی۔ مگر وہ ترجمہ قرآن جس کے حقوق ملکیت یا تو ہمیں حاصل تھے۔ یا بطریق تنزل انجمن اشاعت اسلام لاہور کو۔ اس کے حقوق مولوی محمد علی صاحب کو کیونکر مل گئے۔ اور ان کے لئے یہ کیونکر جائز ہو گیا۔ کہ وہ اس کی آمد کو اپنے آپ پر اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کریں۔ یہ سوال ہے جو غیر مبایعین کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ کہ دوسروں پر اعتراض کرنے سے پہلے تم اپنے گھر کا تو جائزہ لو۔ اور بتاؤ۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو کس طرح یہ حق حاصل تھا۔ کہ وہ ترجمہ قرآن اٹھا کر اپنے گھر لے جاتے۔ اور پھر ساتھ ہی ان سے یہ بھی پوچھ لو۔ کہ آیا ہمیں بھی اس بات کی اجازت حاصل ہے۔ کہ جو لوگ ہماری جماعت میں تم میں سے نکل کر شامل ہوئے ہیں۔ اور تمہیں سینکڑوں روپے بطور چندہ دیتے رہے ہیں۔ وہ تمہارا مال اٹھا لیں۔ اور کیا تم اس پر برا تو نہیں مناؤ گے۔ اور کیا اسی قانون کے مطابق انہیں غیر مبایعین کی چیزیں ہتیا لینے کا حق حاصل ہے یا نہیں۔

اسی طرح ان کے جو نئے دوست مصری صاحب پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق بھی جماعت کو بعض ضروری باتیں یاد رکھنی چاہئیں مصری صاحب اب دراصل انہی کی پارٹی میں ہیں۔ گو ظاہر وہ یہ کرتے ہیں۔ کہ ان کا غیر مبایعین کے عقائد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ پیغامی لوگ بھی ان کی باتیں اپنے اخبارات کے ذریعہ خوب پھیلاتے رہتے ہیں۔ ان کے متعلق

"فاروق" میں ایک مضمون

شائع ہوا ہے۔ جو بہت ہی لطیف ہے سید احمد علی صاحب مولوی فاضل اس مضمون کے لکھنے والے ہیں۔ اس میں انہوں نے دو حوالے ایسے جمع کر دیئے ہیں۔ جو بہت ہی کار آمد ہیں۔ اور جماعت کے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ان حوالوں کو یاد رکھیں ان میں سے ایک حوالہ میں انہوں نے غیر مبایعین کو غلطی پر قرار دیا ہے۔ اور دوسرے حوالہ میں انہوں نے ہمیں غلطی پر قرار دیا ہے۔ اب جبکہ مصری صاحب کے نزدیک ہم بھی غلطی پر ہوئے اور غیر مبایعین بھی غلطی پر ہوئے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ پھر سچائی پر کون قائم ہے اور وہ کونسی جماعت ہے۔ جو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح تعلیم کی حامل

ہے۔ اس صورت میں تو گویا نہ ہماری جماعت اس تعلیم پر قائم ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔ اور نہ غیر مبایعین اُس تعلیم پر قائم ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔ صرف مصری صاحب اور اُن کے بیٹے ہی باقی رہ جاتے ہیں۔ اور غالباً اُن کے نزدیک وُہی ہیں۔ جو سچائی پر قائم ہیں۔

پس یہ سوال بھی نہایت اہم ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ اُن سے دریافت کیا جائے۔ کہ آخر وُہ کونسی جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قائم کر گئے تھے۔ اور جو آپ کے بتائے ہُوئے صحیح راستہ پر چل رہی ہے۔ جب ایک طرف وُہ ہمیں غلطی پر قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف غیر مبایعین کو غلطی پر قرار دے چکے ہیں۔ تو وُہ کونسی جماعت رہ گئی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے اور جس کے متعلق وُہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وُہ سچائی پر قائم ہے۔ یا تو وُہ یہ کہیں۔ کہ اب دلائل سے انہیں معلوم ہوگیا ہے۔ کہ غیر مبایعین ہی حق پر ہیں۔ اور نبوت وغیرہ مسائل کے متعلق جو عقائد وُہ پہلے رکھتے تھے۔ وُہ درست نہیں تھے۔ اس صورت میں بے شک وُہ سوال قائم نہیں رہے گا۔ جو موجودہ حالت میں اُن پر عائد ہوسکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں مومنوں کی طرح دلیری سے کام لیتے ہوئے انہیں کہہ دینا چاہیے۔ کہ پہلے میں غلطی پر تھا۔ اب مجھے پتہ لگ گیا۔ کہ غیر مبایعین ہی حق پر ہیں۔ ہمارے متعلق تو وُہ بار بار کہتے ہیں۔ کہ میں مومنانہ جرأت کی وجہ سے ان باتوں کو چھپا نہیں سکتا۔ جو میرے علم میں آئیں۔ پھر کیوں یہی مومنانہ جرأت غیر مبایعین کے متعلق ان سے ظاہر نہیں ہوتی۔

پس اگر وُہ سمجھتے ہیں۔ کہ غیر مبایعین کے عقائد درست ہیں۔ اور وہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح تعلیم کے حامل ہیں۔ تو وُہ جرأت سے کام لیتے ہُوئے ایسا اعلان کر دیں۔ مگر جب تک وُہ ایسا اعلان نہیں کرتے۔ یہ سوال بدستور قائم رہے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

وُہ کونسی جماعت ہے

جو صحیح رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشا کو پُورا کر رہی ہے۔ کوئی اس بات کو اچھا کہے۔ یا بُرا یہ ایک حقیقت ہے۔ اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ پیغامی کچھ نہ کچھ کام کر رہے ہیں بعض علاقوں میں انہوں نے اپنے مبلغ بھی بھیجے ہُوئے ہیں۔ لٹریچر اور کتابیں بھی شائع کرتے رہتے ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کے لئے بھی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہم ہیں۔ ہم پر بھی کوئی لاکھ اعتراض کرے۔ ہمارے کام کو اچھا کہے۔ یا بُرا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ ہم بھی کچھ نہ کچھ کام کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنے مبلغ دُنیا کے مختلف ممالک میں بھجوائے ہُوئے ہیں۔ کوئی چین میں تبلیغ کر رہا ہے کوئی جاپان میں تبلیغ کر رہا ہے۔ کوئی یورپ میں تبلیغ کر رہا ہے۔ کوئی امریکہ میں تبلیغ کر رہا ہے۔ اسی طرح ہم اپنا لٹریچر اور کتابیں شائع کرتے رہتے ہیں۔ یہ کام اچھا ہے۔ یا بُرا۔ اس سے قطع نظر دیکھنے والی بات یہ ہے۔ کہ اس وقت دو جماعتیں ہیں۔ اور دونوں اپنی اپنی جگہ کام کر رہی ہیں۔ مگر یہ دونوں مصری صاحب کے نزدیک غلط راہ پر ہیں۔ چنانچہ غیر مبایعین کے متعلق وُہ آج سے اٹھارہ سال قبل کہہ چکے ہیں کہ وُہ خوارج کے گروہ کی طرح ہیں۔ اور ہمارے متعلق انہوں نے اب کہا ہے۔ کہ یہ بھی خوارج کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ پس جب دونوں جماعتیں ہی صحیح راستہ سے منحرف ہیں۔ تو اب سوال یہ ہے۔ کہ پھر دُنیا میں صرف ایک ہی جماعت رہ گئی جو صداقت پر قائم ہے۔ اور وُہ

مصری صاحب اور ان کے بیٹے

ہیں۔ پس ہمیں یہ دیکھنا چاہیے۔ کہ انہوں نے اسلام کی اشاعت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے کیا کیا۔ مصری صاحب جب سے علیحدہ ہُوئے ہیں۔ اُن کا سارا زور ہمارے خلاف صرف ہو رہا ہے۔ نہ وُہ آریوں کے خلاف لکھتے ہیں۔ نہ وُہ عیسائیوں کے خلاف لکھتے ہیں۔ نہ وُہ ہندوؤں کے خلاف لکھتے ہیں۔ نہ وُہ پیغامیوں کے خلاف لکھتے ہیں۔ گویا آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا (نعوذ باللہ) کوئی نام لیوا دُنیا میں باقی نہیں۔ اور جو مصری یوں کی شکل میں باقی ہیں۔ وُہ بھی اسلام کی خدمت کا کوئی کام سرانجام نہیں دے رہے۔ مصری صاحب کہہ سکتے ہیں۔ کہ میرا یہ بھی کام ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ایک مومن کو اپنی نگاہ ہر طرف رکھنی چاہیئے۔

پس اگر انہیں ہم میں نقائص دکھائی دیتے ہیں۔ تو وُہ بے شک ہم پر اعتراض کریں۔ کیونکہ میرے نزدیک اگر ہم انہیں یہ کہیں۔ کہ ہم پر اعتراض نہ کرو۔ احرار پر کرو۔ یا ہم پر اعتراض نہ کرو۔ عیسائیوں پر کرو۔ یا ہم پر اعتراض نہ کرو۔ آریوں پر کرو۔ تو یہ کسی صورت میں درست نہیں ہوگا۔ مومن کا کام ہے۔ کہ وُہ ہر طرف توجہ رکھے۔ پس ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ وُہ ہم پر اعتراض نہ کریں۔ بلکہ اگر وُہ ہمیں غلطی پر سمجھتے ہیں تو یقیناً اُن کا حق ہے۔ کہ وُہ ہمارے خلاف جد وجہد کریں۔ لیکن

ایک سوال

ہے جس کو وُہ کبھی حل نہیں کر سکتے۔ کہ کیا یہ فتنہ جو مصری صاحب کے نزدیک بڑا فتنہ ہے۔ یہ تو اس بات کا حق رکھتا ہے۔ کہ مصری صاحب اپنی تمام کوششیں اس کو مٹانے کے لئے وقف کر دیں۔ مگر وُہ فتنے جنہیں خدا اور اس کے رسول نے بڑا قرار دیا ہے ان کو مٹانے کے لئے مصری صاحب کے لئے کسی قسم کی جد وجہد کرنا جائز نہیں۔ کیا مصری صاحب کو کبھی آریوں کے خلاف کچھ لکھنے کی بھی توفیق ملی۔ یا عیسائیوں کے خلاف بھی انہوں نے کچھ لکھا۔ یا احرار کے متعلق ہی کبھی انہوں نے دو چار مضمون لکھے۔ انہوں نے کبھی آریوں کے خلاف کچھ نہیں لکھا انہوں نے کبھی عیسائیوں اور احرار وغیرہ کے خلاف کچھ نہیں لکھا۔ کیونکہ وُہ جانتے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے ان کے خلاف لکھا۔ تو ان کی جتھہ بندی ٹوٹ جائے گی۔ اور وُہ مدد جو انہیں احرار اور پیغامیوں سے مل رہی ہے۔ وُہ جاتی رہے گی۔ مگر کیا خدا اور رسول کا یہ حق نہیں۔ کہ جن فتنوں کو انہوں نے بڑا قرار دیا ہے۔ انہیں بڑا سمجھا جائے۔ اور کیا یہ مصری صاحب کو ہی حق حاصل ہے۔ کہ جس فتنہ کو وُہ بڑا سمجھیں۔ وُہ بڑا بن جائے۔ قرآن کریم نے دجالی فتنہ کو بہت بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن کریم میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ کہ قریب ہے۔ اس فتنہ سے آسمان پھٹ جائے۔ زمین تہ وبالا ہو جائے۔ اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے۔ دجّال فتنہ سے بڑا فتنہ کوئی نہیں ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریوں کے فتنہ کو

بہت بڑا فتنہ

قرار دیا ہے۔ لیکن وُہ کبھی آریوں کے خلاف نہیں لکھتے۔ کیونکہ وُہ جانتے ہیں۔ کہ اگر میں نے آریوں کے خلاف کچھ لکھا۔ تو قادیان کے آریوں سے جو مدد مجھے مل رہی ہے۔ وُہ بند ہو جائیگی۔